قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر ابو سعید

Online Edition

جمعرات 28 اکتوبر 2021ء | 21 ربیع الاول 1443 ہجری قمری | 28 اخاء 1400 ہجری شمسی | جلد:3 | شمارہ: 256

فرمانِ رسول ﷺ

درگزر کی اہمیت

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی راہ میں خرچ سے مال کم نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ کا بندہ جتنا کسی کو معاف کرتا ہے اللہ تعالیٰ اتنا ہی زیادہ اسے عزت میں بڑھاتا ہے۔ جتنی زیادہ کوئی تواضع اور خاکساری اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اتنا ہی اسے بلند مرتبہ عطا کرتا ہے۔

(مسلم،کتاب البر والصلة باب استحباب العفو والتواضع)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

جماعت احمدیہ کے قیام کی غرض

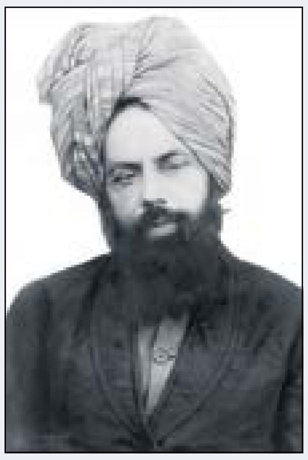

’’اس جماعت کو تیار کرنے سے غرض یہی ہے کہ زبان، کان، آنکھ اور ہر ایک عضو میں تقویٰ سرایت کر جاوے، تقویٰ کا نور اس کے اندر اور باہر ہو، اخلاق حسنہ کا اعلیٰ نمونہ ہو اور بے جا غصہ اور غضب وغیرہ بالکل نہ ہو۔ میں نے دیکھا ہے کہ جماعت کے اکثر لوگوں میں غصے کا نقص اب تک موجود ہے۔ تھوڑی تھوڑی سی بات پر کینہ اور بغض پیدا ہو جاتا ہے اور آپس میں لڑ جھگڑ پڑتے ہیں ایسے لوگوں کا جماعت میں سے کچھ حصہ نہیں ہوتا۔ اور میں نہیں سمجھ سکتا کہ اس میں کیا دقت پیش آتی ہے کہ اگر کوئی گالی دے تو دوسرا چپ کر رہے اور اس کا جواب نہ دے۔ ہر ایک جماعت کی اصلاح اول اخلاق سے شروع ہوا کرتی ہے۔ چاہئے کہ ابتداء میں صبر سے تربیت میں ترقی کرے اور سب سے عمدہ ترکیب یہ ہے کہ اگر کوئی بدگوئی کرے اس کے لئے درد دل سے دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ اس کی اصلاح کر دیوے اور دل میں کینہ کو ہرگز نہ بڑھاوے جیسے دنیا کے قانون ہیں ویسے ہی خدا کا بھی قانون ہے، جب دنیا اپنے قانون کو نہیں چھوڑتی تو اللہ تعالیٰ اپنے قانون کو کیسے چھوڑے۔ پس جب تک تبدیلی نہیں ہو گی تب تک تمہاری قدر اس کے نزدیک کچھ نہیں، خدا تعالیٰ ہرگز پسند نہیں کرتا کہ حلم اور صبر اور عفو جو کہ عمدہ صفات ہیں ان کی جگہ درندگی ہو۔ اگر تم ان صفات حسنہ میں ترقی کرو گے تو بہت جلد خدا تک پہنچ جاؤ گے۔ لیکن مجھے افسوس ہے کہ جماعت کا ایک حصہ ابھی تک ان اخلاق میں کمزور ہے ان باتوں سے صرف شماتت اعداء ہی نہیں ہے بلکہ ایسے لوگ خود ہی قریب کے مقام سے گرائے جاتے ہیں۔ یہ سچ ہے کہ سب انسان ایک مزاج کے نہیں ہوتے اسی لئے قرآن شریف میں آیا ہے کُلٌّ یَّعۡمَلُ عَلٰی شَاکِلَتِہٖ (بنی اسرائیل:85) بعض آدمی کسی قسم کے اخلاق میں اگر عمدہ ہیں تو دوسری قسم میں کمزور، اگر ایک خلق کا رنگ اچھا ہے تو دوسرے کا برا، لیکن تاہم اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اصلاح ناممکن ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 100-101 ایڈیشن 1988ء)

ارشاد باری تعالیٰ

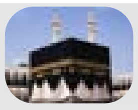

اَلَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ فِی السَّرَّآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ الۡکٰظِمِیۡنَ الۡغَیۡظَ وَ الۡعَافِیۡنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَ اللّٰہُ یُحِبُّ الۡمُحۡسِنِیۡنَ ﴿۱۳۵﴾ۚ

(آل عمران:135)

ترجمہ: (یعنی) وہ لوگ جو آسائش میں بھی خرچ کرتے ہیں اور تنگی میں بھی اور غصہ دبا جانے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں اور اللہ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

فرمان خلیفہ وقت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’معاشرے میں جب برائیوں کا احساس مٹ جائے تو ایسے معاشرے میں رہنے والا ہر شخص کچھ نہ کچھ متاثر ضرور ہوتا ہے اور اپنے نفس کے بارے میں، اپنے حقوق کے بارے میں زیادہ حساس ہوتا ہے اور دوسرے کی غلطی کو ذرا بھی معاف نہیں کرنا چاہتا، چنانچہ دیکھ لیں، آج کل کے معاشرے میں کسی سے ذرا سی غلطی سرزد ہو جائے تو ایک ہنگامہ برپا ہو جاتا ہے چاہے اپنے کسی قریبی عزیز سے ہی ہو اور بعض لوگ کبھی بھی اس کو معاف کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ اور اسی وجہ سے پھر خاوند بیوی کے جھگڑے، بہن بھائیوں کے جھگڑے، ہمسایوں کے جھگڑے، کاروبار میں حصہ داروں کے جھگڑے، زمینداروں کے جھگڑے ہوتے ہیں حتیٰ کہ بعض دفعہ راہ چلتے نہ جان نہ پہچان ذرا سی بات پہ جھگڑا شروع ہو جاتا ہے۔ مثلاً ایک راہ گیر کا کندھا رش کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے ٹکرا گیا، کسی پر پاؤں پڑ گیا تو فوراً دوسرا آنکھیں سرخ کرکے کوئی نہ کوئی سخت بات اس سے کہہ دیتا ہے پھر دوسرا بھی کیونکہ اسی معاشرے کی پیداوار ہے، اس میں بھی برداشت نہیں ہے، وہ بھی اسی طرح کے الفاظ الٹا کے اس کو جواب دیتا ہے۔ اور بعض دفعہ پھر بات بڑھتے بڑھتے سر پھٹول اور خون خرابہ شروع ہو جاتا ہے۔ پھر بچے کھیلتے کھیلتے لڑ پڑیں تو بڑے بھی بلاوجہ بیچ میں کود پڑتے ہیں اور پھر وہ حشر ایک دوسرے کا ہو رہا ہوتا ہے کہ اللہ کی پناہ۔ اور اس معاشرے کی بے صبری اور معاف نہ کرنے کا اثر غیر محسوس طریق پر بچوں پر بھی ہوتا ہے، گزشتہ دنوں کسی کالم نویس نے ایک کالم میں لکھا تھا کہ ایک باپ نے یعنی اس کے دوست نے اپنے ہتھیار صرف اس لئے بیچ دیئے کہ محلے میں بچوں کی لڑائی میں اس کا دس گیارہ سال کا بچہ اپنے ہم عمر سے لڑائی کر رہا تھا کچھ لوگوں نے بیچ بچاؤ کروا دیا۔ اس کے بعد وہ بچہ گھر آیا اور اپنے باپ کا ریوالور یا کوئی ہتھیار لے کے اپنے دوسرے ہم عمر کو قتل کرنے کے لئے باہر نکلا۔ اس نے لکھا ہے کہ شکر ہے پستول نہیں چلا، جان بچ گئی۔ لیکن یہ ماحول اور لوگوں کے رویے معاشرے پر اثر انداز ہو رہے بقیہ صفحہ 3 پر

اس شمارہ میں

- صداقت کا پرچم اُٹھائے ہوئے ہیں (منظوم)
- والدین سے حسنِ سلوک
- سورۃ الحج اور المؤمنون کا تعارف
- حضرت حکیم عبدالرزاق احمدی رضی اللہ عنہ

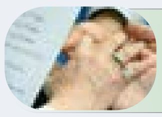

دربارِ خلافت

”میاں محمود صاحب کے لئے دعا کریں کہ اللہ نظر بد سے بچائے“

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

حضرت میاں محمد ظہور الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: ہم سب بھی قادیان شریف سے دوستوں کے جلسہ پر جانے سے دوسرے روز ہی اپنے گھر کو واپس آ گئے۔ غالباً تین چار ماہ بعد یکایک ہم لوگوں کو خبر لگی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لاہور میں وصال ہو گیا ہے۔ میرے خسر قاضی زین العابدین صاحب اس خبر کو سن کر دیوانوں کی طرح ہو گئے۔ ہمیں کچھ نہ سوجھتا تھا۔ ہم اسی حالت میں سٹیشن سرہند پر پہنچے۔ وہاں ایک اسٹیشن کے بابو نور احمد صاحب سے قاضی صاحب نے کہا کہ آپ لاہور کو تار دے کر دریافت کریں کہ کیا واقعی وہ بات درست ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال ہو گیا ہے؟ ہماری ایسی حالت کو دیکھ کر بہت سے غیر احمدی ہمارے پیچھے ہنسی مذاق کرتے ہوئے چلے آ رہے تھے۔ جو جس کے دل میں آتا تھا بکواس کرتا تھا۔ ہم غم کے مارے دیوانوں کی طرح پھر اپنے گھر کو آ گئے اور غیر احمدی بہت دور تک ہنسی مذاق کرتے ہوئے ہمارے پیچھے آئے۔ آخر جھک مار کر واپس چلے گئے۔ یہ واقعہ احمدی جماعت کے لئے بہت دردناک اور جان گھلا دینے والا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جانشین حضرت خلیفۃ المسیح الاول مولانا نورالدین صاحبؓ منتخب ہوئے۔ ہم سب نے اپنی اپنی بیعت کے خطوط روانہ کر دیئے۔ جب ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد پہلے جلسہ سالانہ پر گئے تو جہاں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بیٹھے یا کھڑے دیکھا تھا، اُن جگہوں کو خالی دیکھ کر دل قابو سے نکلا جاتا تھا۔ ہر وقت آنکھیں پُرنم رہتی تھیں۔ یہ جلسہ مدرسہ احمدیہ کے صحن میں ہوا تھا جو آجکل کے جلسوں کو دیکھتے ہوئے معمولی سا جلسہ تھا۔ اس میں خواجہ کمال الدین صاحب، مرزا یعقوب بیگ صاحب، مولوی صدرالدین صاحب، مولوی محمد علی صاحب پیش پیش نظر آتے تھے اور سب کی نظریں اُنہیں پر پڑتی تھیں۔ (یعنی جماعت کے افراد کی نظریں اُنہی پر پڑتی تھیں) واقعی اُس وقت سوائے اُن لوگوں کے کوئی دوسرا قابل نظر ہی نہیں آتا تھا اور یہی لوگ منتظم تھے۔ شروع جلسے پر پہلے تلاوتِ قرآن ہوئی۔ پھر ایک نظم برادرم منشی سراج الدین صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں پڑھی۔ پھر ایک نظم ایک شخص نے پڑھی۔ اُس کے بعد حضرت مرزا محمود احمد صاحبؓ نے تقریر کی۔ خلیفہ اول کے زمانے کی بات ہے۔ (خلیفۃ المسیح الثانی نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد پہلے جلسے میں تقریر کی) اُس میں آپ نے بیان فرمایا کہ

بقیہ صفحہ 5 پر

صداقت کا پرچم اُٹھائے ہوئے ہیں

قدم کارواں سے ملائے ہوئے ہیں
صداقت کا پرچم اُٹھائے ہوئے ہیں
تمہارے نشانے پہ آئے ہوئے ہیں
ستم سہ کے بھی مسکرائے ہوئے ہیں
بگاڑیں گیں کیا یہ مخالف ہوائیں
زمیں پر قدم ہم جمائے ہوئے ہیں
ہمی روشنی کا سبب ہیں جہاں میں
ہمی ظلمتِ شب مٹائے ہوئے ہیں
بھٹک جائے رستہ نہ کوئی یہاں اب
چراغِ ہدیٰ ہم جلائے ہوئے ہیں
کبھی تم بھی بیٹھو گے چھاؤں میں اِس کی
شجر اُلفتوں کے اُگائے ہوئے ہیں
دعاؤں کے ہم لے کے ہتھیار بشریٰ
مقابل پہ دشمن کے آئے ہوئے ہیں

بشریٰ سعید عاطف۔ مالٹا

آج کی دعا

حضرت مسیح موعودؑ کی طرف سے خانہ کعبہ میں کی جانے والی دعا

”اے ارحم الراحمین! ایک تیرا بندہ عاجز وناکارہ پُرخطا اور نالائق غلام احمد جو تیری زمین ملک ہند میں ہے۔ اس کی یہ عرض ہے کہ اے ارحم الراحمین! تو مجھ سے راضی ہو اور میرے خطیئات اور گناہوں کو بخش کہ تو غفور ورحیم ہے اور مجھ سے وہ کرا جس سے تو بہت ہی راضی ہو جائے۔ مجھ میں اور میرے نفس میں مشرق اور مغرب کی دوری ڈال اور میری زندگی اور موت اور میری ہر ایک قوت جو مجھے حاصل ہے اپنی ہی راہ میں کر اور اپنی ہی محبت میں مجھے زندہ رکھ اور اپنی ہی محبت میں مجھے مار۔ اور اپنے ہی کامل محبّین میں اٹھا“

اے ارحم الراحمین! جس کام کی اشاعت کے لئے تو نے مجھے مامور کیا ہے اور جس خدمت کے لئے تو نے میرے دل میں جوش ڈالا ہے اس کو اپنے ہی فضل سے انجام تک پہنچا۔ اور اس عاجز کے ہاتھ سے حجت اسلام مخالفین پر اور ان سب پر جو اب تک اسلام کی خوبیوں سے بے خبر ہیں پوری کر اور اس عاجز اور اس عاجز کے تمام دوستوں اور مخلصوں اور ہم مشربوں کو مغفرت اور مہربانی کی نظر سے اپنے ظلِ حمایت میں رکھ کر دین ودنیا میں آپ ان کا متکفل اور متولی ہو جا اور سب کو اپنی دارالرضا میں پہنچا۔ اور اپنے نبی ﷺ اور اس کی آل اور اصحاب پر زیادہ سے زیادہ درود وسلام وبرکات نازل کر۔ آمین یارب العٰلمین“

(مکتوبات احمدیہ جلد 5 صفحہ 17-18)

یہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد مسیح موعودؑ علیہ السلام بانی سلسلہ احمدیہ کی خانہ کعبہ میں کی جانے والی دعا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے یہ دعا لکھ کر حضرت منشی احمد جان صاحبؓ کو اس وقت دی تھی جب وہ حج کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا تھا کہ

اس عاجز ناکارہ کی ایک عاجزانہ التماس یاد رکھیں کہ جب آپ کو بیت اللہ کی زیارت بفضل اللہ تعالیٰ میسر ہو تو اس مقام محمود مبارک میں اس احقر عباد اللہ کی طرف سے انہیں لفظوں سے مسکنت وغربت کے ہاتھ بحضور دل اٹھا کر گزارش کریں۔

اس ارشاد عالی کی تعمیل میں حضرت منشی احمد جان صاحب نے بیت اللہ میں جا کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں دعا کی۔

حضرت مسیح موعودؑ نے اس دعا کے حوالہ سے حضرت منشی احمد جان صاحبؓ کو یہ نصیحت فرمائی تھی کہ:

یہ دعا ہے جس کے لئے آپ پر فرض ہے کہ ان ہی الفاظ سے بلا تبدل وتغیر بیت اللہ میں حضرت ارحم الراحمین میں اس عاجز کی طرف سے کریں۔

(مکتوبات احمدیہ جلد 5 صفحہ 18)

مرسلہ: مریم رحمٰن

اداریہ

والدین سے حسنِ سلوک

سب سے ٹھنڈی چھاؤں جو دنیا میں ہے وہ ماں کی ہے
عرش تک کو جو ہلا دے وہ دعا ماں کی ہے

میرے والد محترم چوہدری نذیر احمد سیالکوٹی مرحوم کی بہشتی مقبرہ میں تدفین اور قبر تیار ہونے پر دعا کے بعد حسب دستور تعزیت کے لئے دوست احباب میرے اور میرے بھائیوں کے ارد گرد جمع تھے اور اپنے اپنے رنگ میں دکھ اور افسوس کا اظہار کر رہے تھے۔ اتنے میں 20،22 برس کی عمر کا ایک گبرو جوان بہت بڑے ہجوم میں سے نمودار ہو کر آگے بڑھا اور مجھ سے معانقہ کرتے ہوئے یوں اظہار افسوس کیا کہ

"دروازے کے دو پٹ (کواڑ، تختے) ہوتے ہیں جن کی وجہ سے روشنی اور تازہ ہوا سے ہم مستفیض ہوتے ہیں۔ آپ کے گھر کے دروازہ کا ایک پٹ بند ہوا اور دوسرا پٹ یعنی ماں کا ابھی کھلا ہے (غالباً اس نوجوان کو میری والدہ کے اُس وقت حیات ہونے کا علم تھا) اس نوجوان نے مزید کہا کہ اس پٹ سے جتنی روشنی اور تازہ ہوا لے سکتے ہو لے لو۔"

اس نیک اور صالح نوجوان کو نہ میں اس وقت جانتا تھا اور اب 28 برس گزرنے پر بھی نہ اس سے شناسائی ہوئی اور نہ ہی اب تک اس کا چہرہ مستحضر رہا ہے لیکن وہ جو عظیم پیغام مجھے دے گیا وہ کالنقش فی الحجر کی طرح نہ صرف مجھے آج بھی دماغ کی سلیٹ پر یاد ہے بلکہ فولادی میخ کی طرح وہ میرے قلب وذہن میں پیوست ہوگیا ہے۔ لاریب میں سمجھتا ہوں کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک بہت بڑا سبق تھا۔ میری والدہ محترمہ مریم صدیقہ بھی اباجان کی وفات کے بعد لمبا عرصہ زندہ نہ رہ سکیں اور تین سال کے عرصہ میں ہم سب کو داغ مفارقت دے گئیں۔ اور میں ان کی خدمت کرنے کے اعزاز اور سنہری موقع سے جلد محروم ہوگیا۔ دعاؤں کے خزانے اور کڑی دھوپ میں گھنی چھاؤں جیسے والدین کے وجود سے ہم محروم ہوگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ اللہ تعالیٰ مرحوم والدین کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں ان کے درجات بلند سے بلند کرتا چلا جائے۔ آمین

خاکسار کو آج کل بحیثیت ایڈیٹر قارئین الفضل آن لائن لندن کی طرف سے ان کے مرحوم والدین کی یاد میں بے شمار مضامین بغرض اشاعت ملتے رہتے ہیں اور آج اتفاق سے ایک اطلاع ماں کی وفات کے علاوہ چار مضامین یادرفتگان کے تحت ماؤں کی محبت وشفقت اور ان کے احسانات کے تذکرہ پر ملے ہیں۔ ان مضامین کے مطالعہ کے بعد میری آنکھوں میں نمی سی آگئی اور مجھے میرے امی ابا بہت یاد آئے۔ ان کی میرے ساتھ انوکھی اور یادگیری محبت اور میری تعلیم وتربیت کے لئے ان کے بڑے بڑے منصوبے اور ان کو پورا کرنے کے جتن انگڑائی لے کر ایک ایک کر کے میرے سامنے دوزانوں کھڑے ہو کر والدین کی مغفرت اور بلندی درجات کی دہائی دے کر فریاد کرنے لگے۔ اور اس نوجوان کا دیا ہوا سبق بھی یادوں کے دریچوں سے نکل کر آسامنے کھڑا ہوا۔ سچ پوچھیں تو یہ سب کچھ محسوس کر کے میں اپنے والدین کے لئے دعا کئے بنا رہ نہ سکا اور اس موقع پر دنیا بھر کے مرحوم والدین کی مغفرت کے لئے بھی دل کی گہرائیوں سے دعا نکلی۔ اور جن کے گھروں کے یہ دونوں پٹ یا ایک کھلا ہے تو ان کو اسلامی تعلیم کی روشنی میں خدمتِ والدین کی طرف توجہ دلائی جاسکتی ہے۔ جن احباب وخواتین کے والدین حیات ہیں اللہ تعالیٰ ان شفیق والدین کا رحمت اور محبت بھرا سایہ تا دیر ان کے سروں پر سلامت رکھے۔ آمین

ویسے تو خاندان میں تمام رشتے ہی قابل قدر اور عزت و احترام والے ہیں لیکن اولاد کے لیے والدین کا رشتہ ایک ایسا پیار بھرا، قابل احترام اور وفا سے بھرپور رشتہ ہے جس کی دنیا کے دیگر رشتوں میں کوئی مثال نہیں ملتی۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اپنی توحید کے بعد والدین کی اطاعت و فرمانبرداری اور ان سے احسان کی تعلیم دی ہے اور ایک مقام پر اپنے شکر کے ساتھ ماں باپ کے شکر کو باندھ دیا ہے۔

اس میں حکمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی وجود کو جب دنیا میں لانے کا حکم دیتا ہے تو والدین اس وجود کو دنیا میں لانے کا نہ صرف باعث بنتے ہیں بلکہ دنیا میں رہنے کے قابل بھی بناتے ہیں۔

اس مضمون کی تائید ایک حدیث سے بھی ہوتی ہے جب آنحضرت ﷺ نے صحابہؓ سے پوچھا کہ کیا میں آپ کو سب سے بڑے گناہ نہ بتاؤں؟ تو وہاں بھی آپ نے شرک کے بعد والدین کی نافرمانی کا ذکر فرمایا۔

اسی طرح ایک اور موقع پر آپ نے اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب اعمال کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ وقت پر نماز ادا کرنا، والدین کے ساتھ نیکی اور حسنِ سلوک کرنا۔ ایک اور موقع پر اس شخص کو بدقسمت قرار دیا ہے جس نے رمضان کے روزے نہ رکھے اور والدین کی عزت نہ کی۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا تعلق یمن سے تھا۔ وہ اپنی بوڑھی والدہ کی خدمت کی وجہ سے مدینہ آکر آنحضور ﷺ کی بیعت نہ کر سکے تو آپ ﷺ نے ایک دفعہ یمن کی طرف منہ کر کے فرمایا۔ مجھے اس طرف سے رحمٰن خدا کی خوشبو آتی ہے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ دیکھو! اویس، اپنی والدہ کی خدمت کی وجہ سے میری زیارت نہیں کر سکا۔ اس لیے آپ جب اسے ملیں تو میرا ''اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ'' کہنا۔ والدین کی اطاعت اور فرمانبرداری سے جنت کی بشارت دی جاتی ہے۔ مشکلات دور ہوتی ہیں۔ انسان کو پرسکون زندگی ملتی ہے۔ رزق اور عمر میں برکت ملتی ہے۔ ایک دفعہ کچھ لوگ ایک غار میں پھنس گئے ان میں سے ایک نے اپنے خدا سے عرض کی کہ خدایا! میں اپنے والد کے سرہانے دودھ لے کر کھڑا رہتا ہوں کہ ان کی نیند خراب نہ ہو یہاں تک کہ صبح ہو جاتی ہے اس نیکی کے صدقے یہ پتھر ہٹادے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی اس نیکی کے بدلے پتھر سرکا دیا۔

یہی وجہ ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ والد جنت کے دروازوں میں سے ایک بہترین دروازہ ہے اور ایک دفعہ فرمایا کہ خدا کی رضامندی والد کی رضامندی میں ہے اور خدا کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے۔

پس ہم سب کو چاہیے کہ ہم اپنے والدین سے حسنِ سلوک کریں تا اللہ ہم سے راضی ہو اور ہم جنت کے باغات کی ہوائیں لے سکیں۔

رَبِّ ارۡحَمۡہُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیۡ صَغِیۡرًا۔

یعنی: اے میرے رب! ان پر مہربانی فرما کیونکہ انہوں نے بچپن کی حالت میں میری پرورش کی تھی۔

(بنی اسرائیل: 25)

اللہ تعالیٰ ان کو اپنے والدین سے صحیح رنگ میں نرم دلی کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی توفیق عطا فرمائے جن کے والدین یا ان میں سے ایک حیات ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ان کو اپنے والدین کے درجات کی بلندی کی دعا کرنے کی توفیق عطا فرمائے جن کے سروں سے یہ ٹھنڈی چھاؤں اُٹھ گئی ہے۔ آمین

(ابو سعید)

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

ہیں۔ اور معاشرے کی یہ کیفیت ہے اس وقت کہ بالکل برداشت نہیں معاف کرنے کی بالکل عادت نہیں، اور یہ واقعہ جو میں نے بیان کیا ہے پاکستان کا ہے لیکن یہاں یورپ میں بھی ایسے ملتے جلتے بہت سے واقعات ہیں جن کی مثالیں ملتی ہیں۔ بعض دفعہ اخباروں میں آجاتا ہے۔ تو جب اس قسم کے حالات ہوں تو سوچیں کہ ایک احمدی کی ذمہ داری کس حد تک بڑھ جاتی ہے۔ اپنے آپ کو، اپنی نسلوں کو اس بگڑتے ہوئے معاشرے سے بچانے کے لئے بہت کوشش کرنے کی ضرورت ہے۔"

(خطبہ جمعہ 20 فروری 2004ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

عائشہ چوہدری۔ جرمنی

سورۃ الحج اور المؤمنون کا تعارف

از حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ

سورۃ الحج

یہ مدنی سورت ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی اناسی آیات ہیں۔

اس کی پہلی آیت میں تمام بنی نوع انسان کو قیامت کے زلزلے سے ڈرایا گیا ہے کیونکہ ایک ایسا رسول آچکا ہے جس نے تمام بنی نوع انسان کو رحمان خدا کی حفاظت میں چلے آنے کی دعوت دی تھی جس کو قبول نہ کرنے کے نتیجہ میں ایسی ہولناک جنگوں سے ایک بار پھر ڈرایا جارہا ہے گویا تمام زمین پر قیامت ٹوٹ پڑے گی، وہ ایسی ہولناک تباہی ہوگی کہ مائیں اپنے دودھ پیتے بچوں کی حفاظت کا خیال بھول جائیں گی اور ہر حاملہ کا حمل ساقط ہو جائے گا اور تُو لوگوں کو ایسے دیکھے گا جیسے وہ نشے سے مدہوش ہو چکے ہیں حالانکہ مدہوش نہیں ہوں گے بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونے والے سخت عذاب کی وجہ سے وہ اپنے حواس کھو چکے ہوں گے۔

قیامت سے یہ بھی خیال بھی گزرتا ہے کہ جب سب بنی نوع انسان ہلاک ہو گئے تو دوبارہ پھر کیسے زندہ کئے جائیں گے۔ فرمایا جس اللہ نے تمہیں اس سے پہلے مٹی سے پیدا کیا اور پھر رحمِ مادر میں مختلف شکلوں سے گزارا وہی اللہ ہے جو تمہیں پھر زندہ کر دے گا۔

پھر فرمایا لوگوں میں سے وہ بھی ہے جو اللہ تعالیٰ کی عبادت ایسے کرتا ہے گویا وہ کسی گڑھے کے کنارے پر کھڑا ہو۔ جب تک اس کو خیر پہنچتی رہتی ہے وہ مطمئن رہتا ہے اور جب وہ فتنے میں مبتلا کیا جاتا ہے تو اوندھے منہ گڑھے میں جا پڑتا ہے۔ یہ ایسا شخص ہے جو دنیا و آخرت دونوں میں خسارہ میں رہتا ہے۔

اس کے بعد تمام ادیان کے پیروکاروں کا اختصار سے ذکر فرما دیا گیا کہ ان کے درمیان اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فیصلہ فرمائے گا۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا یہ تاکیدی حکم ہے کہ حجِ بیت اللہ کے لئے آنے والوں کو خانہ کعبہ تک پہنچنے سے ہرگز نہ روکو۔ اس کے معاً بعد بیت اللہ کا ذکر ہے اور حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے جو تاکید فرمائی ہے اس کا ذکر ہے کہ میرے گھر کو ہمیشہ حج پر آنے والے اور اعتکاف کرنے والے کی خاطر پاک و صاف رکھو۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ و السلام کو جو یہ تاکید کی گئی یہ صرف آپ کی ذات کو نہیں بلکہ آپ کے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروکاروں کو قیامت تک کے لئے ہے۔

اس کے بعد آنحضرت ﷺ کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ تمام بنی نوع انسان کو حج کی غرض سے خانہ کعبہ آنے کے لئے دعوتِ عام دو۔ اس کے بعد قربانیوں وغیرہ کا ذکر فرمایا گیا کہ وہ بھی خانہ کعبہ کی طرح شعائر اللہ میں داخل ہیں، اگر اُن کی بے حرمتی کروگے تو گویا خانہ کعبہ کی بے حرمتی کرو گے۔ لیکن خانہ کعبہ کی خاطر کی جانے والی ساری قربانیاں اس وقت قبول ہوں گی جب تقویٰ کے ساتھ کی جائیں گی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کو نہ تو قربانیوں کا گوشت پہنچتا ہے نہ ان کا خون بلکہ محض قربانی کرنے والوں کا تقویٰ پہنچتا ہے۔

اس کے بعد جہاد بالسیف کے مضمون پر بڑی وضاحت سے روشنی ڈالی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ صرف ان لوگوں کو اپنے دفاع میں جہاد بالسیف کی اجازت دی جارہی ہے جن پر اس سے پہلے دشمن کی طرف سے تلوار اٹھائی گئی اور ان کو اپنے گھروں سے نکال دیا گیا محض اس لئے کہ وہ یہ اعلان کرتے تھے کہ اللہ ہمارا ربّ ہے۔ اس کے بعد یہ عظیم الشان مضمون بھی بیان فرمایا گیا کہ اگر دفاع کی اجازت نہ دی جاتی تو صرف مسلمانوں کی مسجدیں ہی منہدم نہ کر دی جاتیں بلکہ یہود اور عیسائیوں وغیرہ کے معابد اور خانقاہوں کو بھی برباد کر دیا جاتا۔

اس کے بعد گزشتہ انبیاء کی منکر قوموں کی ہلاکت کا ذکر کرتے ہوئے اس طرف اشارہ فرمایا ہے کہ اگر انسان زمین کی سیر کرے اور آنکھیں کھول کر اُن ہلاک شدہ قوموں کے مدفن تلاش کرے تو یقیناً وہ ان کے بدانجام سے آگاہی پائے گا۔ آج کل ماہرین آثارِ قدیمہ یہی کام سرانجام دے رہے ہیں اور بہت سی گزشتہ قوموں کے مدفن دریافت کر چکے ہیں۔

اس کے بعد آیت نمبر 53 میں یہ فرمایا گیا ہے کہ رسول کی خواہشات میں اگر کوئی دل کی خواہش شامل ہو بھی جائے تو اللہ تعالیٰ وحی کے ذریعہ اس خواہش کو کالعدم کر دیتا ہے۔ یہاں شیطان سے مراد معروف شیطانِ لعین نہیں بلکہ انسان کی رگوں میں خون کی طرح دوڑتے پھرتے رہنے والا شیطان مراد ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: وَلٰکِنَّ اللّٰہَ اَعَانَنِیۡ عَلَیۡہِ فَاَسۡلَمَ (مسند احمد بن حنبل، مسند بنی ہاشم) کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے خلاف میری مدد فرمائی ہے اور وہ مسلمان ہو گیا ہے۔ پس اس آیت کریمہ سے ہرگز یہ مراد نہیں کہ واقعۃً کوئی شیطان انبیاء کے دلوں میں کوئی فتنہ پیدا کرتا ہے کیونکہ ایک دوسری جگہ (الشعراء: 222-223) پر بڑی وضاحت سے فرما دیا گیا ہے کہ شیطان کو رسولوں کے قریب بھی پھٹکنے کی اجازت نہیں ہو سکتی۔ یہ تو انتہائی جھوٹے اور بدکردار لوگوں پر نازل ہوتا ہے اور رسولوں پر یہ بیان کسی صورت اطلاق نہیں پا سکتا۔

اس سورت کے آخری رکوع میں یہ بیان فرمایا گیا ہے کہ جنہیں یہ لوگ اللہ کا شریک ٹھہراتے ہیں اُن فرضی شرکاء کو تو اتنی استطاعت بھی نہیں کہ ایک مکھی اگر کسی چیز کو چاٹ جائے تو اسے اس کے منہ سے واپس لے سکیں۔ واقعتہً ایک مکھی کے منہ میں کسی چیز کے داخل ہوتے ہی اس کے لعاب کے اثر سے نیز اس کے پیٹ میں کیمیائی تبدیلیوں کے نتیجہ میں وہ چیز اصل حالت میں رہ ہی نہیں سکتی۔

اس سورت کی آخری آیت میں اللہ کی راہ میں وہ جہاد کرنے کی تلقین فرمائی گئی ہے جس کی وضاحت اس سے پہلے فرما دی گئی ہے اور یہ بھی فرمایا گیا کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کے متبعین کو اللہ تعالیٰ نے ہی مسلم قرار دیا ہے۔ وہ سب سے بہتر جانتا ہے کہ اس کے سامنے کون کلیتہً سر تسلیم خم کرتا ہے۔

آخر پر اس اعلان کا اعادہ فرمایا گیا کہ یہ رسول یعنی محمد رسول اللہ ﷺ ایک عالمی رسول ہیں۔

(ترجمہ: قرآن کریم مع سورتوں کا تعارف از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ صفحہ 559-560)

سورۃ المؤمنون

یہ مکّہ میں نازل ہونے والی آخری سورتوں میں سے ہے۔

بسم اللہ سمیت اس کی ایک سو اُنیس آیات ہیں۔

پچھلی سورت کے آخر پر یہ ذکر ہے کہ اصل کامیابی قیامِ نماز اور قیامِ زکوٰۃ سے ہے اور اس امر سے کہ اللہ تعالیٰ کو مضبوطی سے تھام لیا جائے۔ پس جس فلاحِ عظیم کا اس میں اشارہ ملتا ہے اس کی تفصیل سورۃ المؤمنون کی ابتدائی آیات میں مذکور ہے کہ فلاح پانے والے وہ مومن ہیں جو محض نماز کو قائم نہیں کرتے اور زکوٰۃ نہیں دیتے بلکہ اور بھی ان میں بہت سی صفات پائی جاتی ہیں۔ وہ دونوں قسم کی صفات ہیں یعنی کن کن چیزوں سے بچتے ہیں اور کیا نیکیاں بجالاتے ہیں۔

اس کے بعد یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ اگرچہ زندگی کا پانی آسمان سے اُترتا ہے اور اس کے بار بار آسمان سے نازل کرنے کا نظام موجود ہے لیکن اگر کسی بنا پر بنی نوع انسان کو اللہ تعالیٰ سبق سکھانا چاہے تو وہ اس بات پر قادر ہے کہ اس پانی کو لے جائے۔ اس کی دو صورتیں ہیں یا تو یہ کہ پانی بار بار آسمان کی کی بلندیوں سے واپس کرنے کا جو نظام ہے اس میں اللہ تعالیٰ کوئی تبدیلی فرما دے جیسا کہ ابتدائے آفرنیش میں زمین کا پانی مسلسل بخارات کی صورت میں آسمانوں کی طرف بلند ہوتا رہا اور جب برستا تھا تو درمیانی گرم فضا کے نتیجہ میں پھر واپس عروج کر جاتا تھا۔ اور دوسری صورت وہ ہے جو عام مشاہدہ میں آتی ہے کہ جب پانی زمین میں گہرا اُتر جائے تو پھر گہرے کنوؤں کی تہ سے بھی نیچے غائب ہو جاتا ہے۔

اس کے بعد پھر پانی کے مضمون کو آگے بڑھا کر اُن کشتیوں کا ذکر ہے جو پانیوں پر چلتی ہیں اور اس نسبت سے حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کشتی کا ذکر بھی آیا ہے کہ پانی کی سطح پر بلند رہنے کی استطاعت کشتیوں کو تبھی نصیب ہوتی ہے جب اللہ تعالیٰ کا اِذن ہو۔ بلند سے بلند طوفان میں بھی کشتیاں پانی کی سطح پر بلند ہوتی رہتی ہیں اور معمولی سے طوفان سے بھی غرق ہو جاتی ہیں۔ جب قومیں آسمانی پانی سے جو روحانی طور پر ان پر نازل کیا جاتا ہے ناشکری سے پیش آتی ہیں تو دنیاوی پانی کی طرح اس سے بھی اللہ انہیں محروم کر دیتا ہے اور یہ امر بھی ان کو فائدہ نہیں پہنچاتا کہ موسلا دھار بارش کی طرح مسلسل رسول ان میں آتے رہے ہیں بلکہ سب کے انکار پر وہ مُصر رہتے ہیں۔

پھر ایسے پہاڑی علاقے کا ذکر فرمایا جہاں پانی کے چشمے اُبلتے تھے اور امن اور تسکینِ قلب کا موجب بنتے تھے۔ اسی وادی میں حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اُن کی والدہ کو دشمنوں سے نجات دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ لے گیا۔ قرائن و آثار بتاتے ہیں کہ یہ وادئ کشمیر ہی ہے۔

اس کے بعد آیت 79 میں یہ مضمون بیان فرمایا گیا ہے کہ ارتقائی منازل میں سب سے پہلے قوتِ شنوائی عطا ہوئی تھی اور اس کے بعد بصارت اور پھر وہ دل انسان کو عطا کئے گئے جو گہری بصیرت رکھتے ہیں اور ہر قسم کے روحانی مضامین کو سمجھنے کی استطاعت رکھتے ہیں۔

اس کے بعد کچھ ایسی آیات آتی ہیں جن کے مضامین اُن آیات سے ملتے جلتے ہیں جن پر تفصیلی بحث پہلے گزر چکی ہے۔ پھر ایک ایسی آیت ہے جو ایک نئے مضمون کو پیش فرما رہی ہے۔ قیامت کے دن جب انسانوں سے یہ سوال کیا جائے گا کہ تم زمین میں کتنی دیر رہے ہو تو وہ کہیں گے کہ شاید ایک دن یا اس کا بھی کچھ حصہ۔ اللہ تعالیٰ اس کا جواب یہ دے گا کہ دراصل تم اس سے بھی بہت تھوڑا عرصہ وہاں ٹھہرے ہو۔ اس سے موت کے بعد جی اٹھنے تک کے زمانے کی طوالت کی طرف اشارہ ہے۔ دنیا اتنی دُور دکھائی دے گی کہ جیسے آناً فاناً گزر گئی اور یہ وہ مضمون ہے جو روزمرہ انسانی تجربہ میں آیا ہے کہ بہت دُور کے ستارے جو اپنے حجم میں چاند اور سورج کے تمام نظام شمسی سے بھی بہت بڑے ہیں محض چھوٹے چھوٹے نقطوں کی صورت میں دکھائی دے رہے ہیں۔

اس سورت کی آخری آیت ایک دعا کی صورت میں ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان الفاظ میں سکھائی گئی کہ اپنے ربّ کو مخاطب ہو کر یہ عرض کیا کہ اے میرے ربّ! بخش دے اور رحم فرما اور تُو سب رحم کرنے والوں سے بہتر رحم کرنے والا ہے۔

(ترجمہ: قرآن کریم مع سورتوں کا تعارف از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ صفحہ 577-578)

غلام مصباح بلوچ۔ استاد جامعہ احمدیہ کینیڈا

حضرت حکیم عبدالرزاق احمدی رضی اللہ عنہ

مظفر نگر (اتر پردیش)

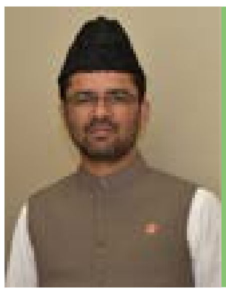

حضرت حکیم عبدالرزاق احمدی رضی اللہ عنہ مظفر نگر (اتر پردیش۔ انڈیا) کے رہنے والے تھے۔ آپ کی بیعت کا قطعی علم نہیں لیکن آپ کے متعلق لکھا ہے کہ آپ نے 1905ء سے پہلے بیعت کی۔ آپ کے متعلق تفصیلات بھی میسر نہیں آسکیں، بہت ہی مختصر ذکر ہے جو جماعتی لٹریچر میں محفوظ ہوا ہے، ایک واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے مظفر نگر کے ہی ایک مخلص صحابی حضرت منشی عبدالخالق صاحبؓ (وفات: 25/ جنوری 1932ء) بیان کرتے ہیں:

”یکم مارچ 1907ء کا واقعہ ہے کہ مکرم بھائی عبدالرزاق صاحب احمدی کے پاس چند دیہاتی اشخاص جن میں بعض خواندہ اور سمجھدار بھی تھے، بغرض معالجہ آئے اور انہوں نے بہ سبیل تذکرہ کہا کہ حکیم جی بڑا افسوس ہے کہ آپ بایں علم و دانش ایسے طریق اور مذہب کے گرویدہ ہوگئے جو بالکل اسلام کے خلاف ہے۔ مرزا صاحب نے کتنا غضب کیا کہ دعوے نبوت تو کیا ہی تھا مگر قرآن شریف میں بھی ترمیم کر دی یعنی 30 پاروں میں سے صرف 13 پارے رکھے اور باقی نکال دیے اور اس طرح قرآن اور اسلام بالکل مٹا دیا۔ حکیم صاحب نے جو ایک سادہ مزاج اور معقول پسند ہیں، نہایت متانت سے دریافت کیا کہ بھائی تم نے یہ کہا سے سُنا! تو انہوں نے کہا کہ چند روز ہوئے کہ ایک مولوی صاحب نے اپنے وعظ میں فرمایا اور یہ بھی کہا تھا کہ ہرگز کسی مرزائی سے نہ ملنا اور نہ کوئی اُن کی کتاب دیکھنا ورنہ تمہارا دین اور ایمان جاتا رہے گا۔

اس وقت حکیم صاحب کے پاس حمائل شریف رکھی ہوئی تھی، انہوں نے اس شخص کو جو خواندہ تھا، حمائل شریف دے کر کہا کہ بھائی تم خود دیکھ لو کہ اس میں 13 پارہ ہیں یا 30 پارے، ہم تو اس قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں اور اسی کو نمازوں میں پڑھتے ہیں۔ یہ سب ناخداترس لوگوں کی بے ہودہ افتراپردازی اور چالاکی ہے تاکہ لوگ الٰہی نور تک نہ پہنچیں۔ یہ سن کر وہ سب حیرت زدہ ہوگئے اور مولوی صاحب پر سخت نفریں کرنے لگے۔“

(بدر 14 مارچ 1907ء صفحہ 10)

آپ نے جون 1936ء میں وفات پائی، خبر وفات دیتے ہوئے حضرت شیخ عبدالحمید پنشنر پولیس آف انچولی ضلع میرٹھ (وفات: 16/ستمبر 1937ء) نے لکھا: ”9/ جون حکیم عبدالرزاق صاحب آف مظفر نگر کا انتقال ہوگیا ہے، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ میں مظفر نگر میں بسلسلہ ملازمت قریباً 5 سال رہا، ایک خاندان کے یہی چار پانچ مخلص احمدی تھے جو باوجود سخت مخالفت کے کبھی پریشان نہیں ہوتے تھے، ان میں سے پہلے منشی عبدالخالق صاحب کا پھر حافظ عبدالرحمٰن کا اور اب حکیم صاحب کا انتقال ہوگیا ہے۔ حکیم صاحب بہت پرانے احمدی تھے، 1905ء سے پہلے وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں داخل ہوئے۔ احباب دعائے مغفرت کریں۔ خاکسار عبدالحمید پنشنر سب انسپکٹر انچولی ضلع میرٹھ“

(الفضل 23/ جون 1936ء صفحہ 2)

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

فرعون کے ظلم و ستم کی وجہ سے جو بنی اسرائیل کے آنسو نکلے تھے ایک دن وہ آنسو دریا بن کر فرعون کو لے ڈوبے۔ (پس اضطراری حالت میں اور تکلیف کی حالت میں جو آنسو نکلتے ہیں، وہ پھر بڑے نتائج بھی نکالنے والے ہوتے ہیں۔ جماعت کو بھی خاص طور پر پاکستان کی جماعتوں کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ آجکل ایسے ہی آنسو نکالنے کا وقت ہے) کہتے ہیں جو بنی اسرائیل کے آنسو نکلے تھے ایک دن وہ آنسو دریا بن کر فرعون کو لے ڈوبے۔ حضور عالی نے یہ تقریر ایسی عمدگی سے ادا کی کہ سامعین پر وجدانی کیفیت طاری تھی۔ جب آپ کی یہ تقریر ختم ہوئی تو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی تقریر شروع کرنے سے قبل فرمایا کہ میاں محمود احمد صاحب نے تو ایسی تقریر کی کہ میرے ذہن میں بھی کبھی یہ مضمون نہیں آیا۔ پھر فرمایا دوستوں کو چاہئے کہ قدرتِ ثانی کے لئے دعا فرمائیں یعنی ہمیشہ یہ قدرتِ ثانی جاری رہے۔ چنانچہ اُسی وقت دعا کی گئی اور آپ نے اُس وقت یہ بھی فرمایا کہ میاں صاحب کے لئے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اُنہیں نظر بد سے محفوظ رکھے۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ رجسٹر نمبر 11 صفحہ 367 تا 369۔ روایت میاں محمد ظہور الدین صاحب ڈولیؓ)

حضرت شیخ محمد اسماعیل صاحبؓ فرماتے ہیں۔ مَیں جب مسجد مبارک میں جا کر نماز ادا کرتا ہوں تو نماز میں وہ حلاوت اور خشیت اللہ دل میں پیدا ہوتی ہے کہ دل محبتِ الٰہی سے سرشار ہو جاتا ہے۔ مگر میرے دوستو! جب اس نورِ الٰہی کے دیکھنے سے آنکھیں محروم رہتی ہیں تو مجھے کرب بے چین کر دیتا ہے اور وہ صحبت یاد آ کر دل درد سے بھی پُر ہو جاتا ہے۔ اللہ اللہ اُس نورِ الٰہی کو دیکھ کر دل کی تمام تکلیفیں دور ہو جاتی تھیں اور حضرت اقدس کے پاک اور منور چہرے کو دیکھ کر نہ کوئی غم ہی رہتا ہے اور نہ کسی کا گلہ شکوہ ہی رہتا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اب ہم جنت میں ہیں اور آپ کو دیکھ کر ہماری آنکھیں اُکتاتی نہ تھیں۔ ایسا پاک اور منور رُخِ مبارک تھا کہ ہم نوجوان پانچوں نمازیں ایسے شوق سے پڑھتے تھے کہ ایک نماز کو پڑھ کر دوسری نماز کی تیاری میں لگ جاتے تھے تاکہ آپ کے بائیں پہلو میں ہمیں جگہ مل جاوے اور ہم نوجوانوں میں یہی کشمکش رہتی تھی کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ہی جگہ نصیب ہو اور آپ کے ساتھ ہی کھڑے ہو کر نماز پڑھیں۔ پھر آپ لکھتے ہیں کہ اللہ! وہ کیسا مبارک اور پاک وجود تھا جس کی صحبت نے ہمیں مخلوق سے مستغنی کر دیا اور ایسا صبر دے دیا کہ غیروں کی محبت سے ہمیں نجات دلا دی اور ہمیں مولیٰ ہی کا آستانہ دکھا دیا۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ غیر مطبوعہ جلد 6 صفحہ 82-83 و 89 روایت حضرت شیخ محمد اسماعیل صاحبؓ)

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی آپ کی بیعت کا حق ادا کرنے کی توفیق دیتے ہوئے آپ کے ساتھ اخوت اور تعلق اور محبت کے رشتے کو مضبوط سے مضبوط تر کرتے چلے جانے کی توفیق عطا فرمائے، اور اس رشتے کی وجہ سے ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل پیروی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی محبت کو حاصل کرنے والے بھی ہوں۔

(خطبہ جمعہ 11/ مئی 2012ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اعلان نکاح

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے بتاریخ 16/ اکتوبر 2021ء بعد نماز عصر بمقام مسجد مبارک اسلام آباد، یوکے میں درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرما کر ان کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کروائی۔

ادارہ الفضل کی طرف سے تمام فریق مبارکباد وصول کریں۔ اللہ تعالیٰ ان نکاحوں کو تمام فریقوں اور جماعت کے لئے بابرکت فرمائے۔ آمین

* عزیزہ انیلہ محمود بھلی (واقفۂ نو) بنت مکرم اسد محمود بھلی صاحب (گلڈ فورڈ۔ یوکے)
ہمراہ عزیزم ارسلان احمد ابن مکرم مسعود احمد صاحب (والسال۔ یوکے)
* عزیزہ خولہ احمد (واقفۂ نو) بنت مکرم سعید احمد صاحب (آلڈرشاٹ۔ یوکے)
ہمراہ عزیزم سفیر احمد ابن مکرم ذوالفقار احمد صاحب (لندن۔ یوکے)
* عزیزہ بارعہ مدحت رفیع الدین بنت مکرم محمد رفیع الدین صاحب (ریجنل امیر، واٹفورڈ۔ یوکے)
ہمراہ عزیزم محمد عاطف ابن مکرم محمد طارق سجاد صاحب

قمر احمد ظفر۔ جرمنی

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ مؤرخہ 10؍ستمبر 2021ء

بصورت سوال و جواب

سوال: مطالعہ کتبِ تاریخ سے دمشق کی بابت کیا معلوم ہوتا ہے؟

جواب: حضرت ابوبکرؓ کے دَور میں دمشق کا محاصرہ کئی ماہ تک جاری رہا اور اُن کی وفات کے کچھ عرصہ کے بعد اِس جنگ میں مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی۔

سوال: حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حضرت ابوبکرؓ کے دور کے تناظر میں جنگِ دمشق کی تفصیلات کے حوالہ سے کیا عندیہ دیا؟

جواب: بہرحال اِس جنگ کی تفصیلات۔۔۔جب حضرت ابوبکرؓ کا ذکر ہوگا تو وہاں پیش کی جائیں گی اِنْ شَآءَ اللّٰہ

سوال: حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے موجودہ خطبہ میں کس جنگ کی فتح کے بعد کے واقعات پیش فرمائے؟

جواب: دمشق

سوال: دمشق فتح ہو جانے کے بعد حضرت ابوعُبیدہؓ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو کس مہم پر روانہ کیا؟

جواب: بِقاع

سوال: حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مَیسُنون کے چشمہ کا نام ''عین الشّھداء'' پڑنے کی وجہ کیا بیان فرمائی؟

جواب: اُنہوں (حضرت خالدؓ بن ولید) نے اُسے (بِقاع) فتح کیا اور ایک سریّہ اگلی کارروائی کے لئے آگے بھیجا، مَیسُنون نامی چشمہ پر رومیوں اور سریّہ والوں کی مڈبھیڑ ہوگئی، پھر دونوں میں لڑائی ہوئی، اتفاق سے رومیوں میں سے سِنان نام کا ایک آدمی بیروت کے عقبی حصّہ سے مسلمانوں پر حملہ کرنے میں کامیاب ہوگیا اور مسلمانوں کی اچھی خاصی تعداد کو شہید کر دیا۔۔۔اِسی لئے اُن شہداء کی طرف منسوب کرتے ہوئے اِس چشمہ کا نام عین الشّھداء پڑ گیا۔

سوال: حضرت ابوعُبیدہؓ نے دمشق پر اپنا قائم مقام کن کو بنایا؟

جواب: حضرت یزید بن ابوسفیانؓ

سوال: حضرت یزید بن ابوسفیانؓ نے کن کو ایک سریّہ کے ساتھ تدمُر روانہ کیا تا کہ وہاں فتح کا راستہ ہموار کریں نیز کن کو بَثَنِیّہ اور حوران بھجا لیکن وہاں کے لوگوں نے صلح کر لی؟

جواب: حضرت دِحیہؓ بن خلیفہ، حضرت ابو زہراء قُشیریؓ

سوال: کس نے نے اُردن کے دارالحکومت طبریّہ کو چھوڑ کر پورے ملک پر بذریعہ جنگ قبضہ کر لیا اور طبریّہ والوں نے مصالحت کر لی؟

جواب: حضرت شرحبیل

سوال: فِحل، حِمص اور لاذقیّہ کی فتوحات نیز واقعہ مرج الرّوم کس سن ہجری میں ہوا؟

جواب: 14؍ہجری

سوال: کس نے حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت میں تحریر کیا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ ہِرقل حِمص میں مقیم ہے اور وہاں سے دمشق فوجیں روانہ کر رہا ہے لیکن یہ فیصلہ کرنا میرے لئے دشوار ہے کہ پہلے دمشق پر حملہ کروں یا فحل پر؟

جواب: حضرت ابو عبیدہ بن الجراحؓ

سوال: حضرت عمر فاروقؓ نے جوابی تحریر میں حضرت ابوعُبیدہؓ کو کس بناء پر پہلے دمشق پر حملہ کر کے اُسے فتح کرنے کا ارشاد فرمایا؟

جواب: وہ شام کا قلعہ اور اُس کا صدر مقام ہے

سوال: حضرت عمرؓ نے حضرت ابوعُبیدہؓ کو اِس تناظر میں کہ اگر اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھوں فحل کو فتح کرا دے، کیا ہدایت تحریر فرمائی؟

جواب: خالدؓ اور تم حِمص چلے جانا، شرحبیلؓ اور عمروؓ کو اُردن اور فلسطین بھیج دینا۔

سوال: حضرت عمرؓ کا خط ملتے ہی حضرت ابوعُبیدہؓ نے فوج کے جن دس افسروں کو فحل بھجوایا اُن میں سب سے نمایاں کون تھے نیز بذاتِ خود حضرت خالدؓ بن ولید کے ساتھ کہاں روانہ ہو گئے؟

جواب: ابوالاَعوَر سُلمی / دمشق

سوال: ہِرقل کی امداد کی غرض سے بھجوائی گئی افواج دمشق تک کیوں نہ پہنچ سکی تھیں؟

جواب: رومی فوجوں نے مسلمانوں کو اپنی طرف آتے دیکھا تو اپنے گردوپیش کی زمین میں بحیرہ طبریّہ اور دریائے اُردن کا پانی چھوڑ دیا، جس سے ساری زمین دلدل بن گئی اور اُسے عبور کرنا دشوار ہو گیا۔

سوال: پانی کھولنے کی وجہ سے تمام راستے بند ہو گئے مگر مسلمان ثابت قدم رہے، مسلمانوں کا استقلال دیکھ کر عیسائی صلح پر آمادہ ہوئے اور حضرت ابوعُبیدہؓ کے پاس پیغام بھیجا کہ کوئی شخص سفیر بن کر آئے تو آپؓ نے کس کو سفارت کے لئے بھیجا؟

جواب: حضرت معاذ بن جَبَلؓ

سوال: حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے رومی لشکر کی تعداد کتنی بیان فرمائی نیز حضرت عمر فاروقؓ کی سوانح و سیرت لکھنے والے کن دو سیرت نگاروں کے حوالہ سے وضاحت فرمائی کہ انہوں نے تعداد اَسّی ہزار سے ایک لاکھ تک بھی بیان کی ہے؟

جواب: تقریباً پچاس ہزار / محمد حسین ہیکل اور ڈاکٹر علی محمد صلابی

سوال: فحل کی فتح کے موقع پر حضرت عمر فاروقؓ نے کون سے زرّیں احکامات صادر فرمائے؟

جواب: تمام زمین جو قبضہ میں کی گئی ہے وہ اُن کے مالکوں کے پاس ہی رہے گی، کوئی زمین کسی سے لی نہیں جائے گی اور لوگوں کی جانیں اور مال اور زمین اور مکانات اور عبادت گاہیں سب محفوظ رہیں گی، صرف مساجد کے لیئے جگہ لی جائے گی۔

سوال: بیسان، طبریّہ اور حِمص کی فتوحات کے ضمن میں مصالحت کی درخواست کے حوالہ سے مسلمانوں نے بغرضِ صلح جو شرائط منظور کیں اُن میں بنیادی قدرِ مشترک کیا تھی؟

جواب: فتحِ دمشق کی شرائط یعنی خراج اور جزیہ

سوال: حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حِمص کی وجہ شہرت کیا بیان فرمائی؟

جواب: شام کا ایک مشہور شہر تھا اور جنگی اور سیاسی اہمیّت رکھتا تھا، حِمص، دمشق اور حلب کے درمیان شام میں واقع ہے، حِمص میں ایک بڑا ہیکل تھا جس کی زیارت کے لئے دُور دُور سے لوگ آتے اور اُس کے پجاری بننے پر فخر محسوس کرتے۔

سوال: کس نے حِمص پہنچ کر شہر کا محاصرہ کیا نیز رومی سخت سردی کے موسم کے باعث کس یقین کا شکار تھے؟

جواب: حضرت ابوعُبیدہؓ بن الجراح اور حضرت خالدؓ بن ولید / مسلمان کھلے میدان میں دیر تک نہیں لڑ سکیں گے۔

سوال: حِمص کی جنگ کے تناظر میں مؤرخین نے کیا لکھا ہے؟

جواب: رومیوں کے پاؤں میں چڑے کے موزے ہوتے تھے پھر بھی اُن کے پاؤں شَل ہو جاتے جبکہ صحابہ کے پاؤں یا مسلمانوں کی جو فوج تھی اُن کے پاؤں میں جوتوں کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا تھا۔

سوال: اسلام کی تاریخ میں بدّ نام یزید کون ہے؟

جواب: معاویہؓ کے بیٹے

سوال: رومیوں کے سردار ''تُوذرا'' کو کس نے قتل کیا تھا؟

جواب: حضرت خالد بن ولیدؓ

سوال: حَماۃ اور شَیزر کے سر اطاعت خم کرنے یعنی صلح کے بعد حضرت ابو عُبیدہؓ بن الجراح نے کس بستی کو فتح کیا؟

جواب: سَلَمِیّہ

سوال: حضرت ابوعُبیدہؓ جنگی حکمتِ عملی جانتے تھے لہٰذا حفاظتی انتظامات کے لحاظ سے بہت مضبوط نیز فوجی چوکیوں کی وجہ سے کافی مشہور شامی شہر لاذقیّہ کے حوالہ سے آپؓ نے کیا محسوس کر لیا تھا؟

جواب: اِسے سر کرنا، فتح کرنا بہت مشکل ہے اگر وہ اِس کے مقابلہ پہ خیمہ زن ہو جاتے ہیں تو عرصہ قیام بہت لمبا ہو جائے گا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ لمبا عرصہ یہ محاصرہ جو ہے دشمنوں کی طرف سے اُن کو اِس دوران مدد بھی پہنچ جائے اور یہاں سے ناکام لَوٹنا پڑے یا پھر شہر کا محاصرہ زیادہ لمبا کیا جائے تو اَنطاکیہ جانا ناممکن ہو جائے گا۔

سوال: حضرت ابوعُبیدہؓ نے لاذقیّہ کو فتح کرنے کی کونسی ایک نئی ترکیب نکالی نیز اسے عملی جامہ کس طرح پہنایا؟

جواب: آپؓ نے ایک رات میدان میں بہت سے اتنے گہرے گڑھے کھدوائے کہ گھوڑے پر سوار بیٹھا اُن میں چھپ جائے اور اُنہیں

گھاس سے چھپا دیا اور صبح محاصرہ اٹھا کر حمص کی طرف روانہ ہو گئے، شہر والوں نے محاصرہ اٹھتے دیکھا تو خوش ہوئے اور اطمنان سے شہر کے دروازے کھول دیئے، دوسری طرف حضرت ابوعُبیدہؓ راتوں رات اپنی فوج سمیت واپس آگئے اور ان غار نما گڑھوں میں چھپ گئے، صبح جب شہر کے دروازے کھلے تو مسلمانوں نے اُن پر حملہ کر دیا۔

سوال: کس فتح کے بعد حضرت عمر فاروقؓ نے لکھا کہ اِس سال مزید پیش قدمی نہ کی جائے؟

جواب: لاذقیّہ

سوال: فتح قِنسرین کس سنِ ہجری کی ہے؟

جواب: 15/ ہجری

سوال: ہر قل کے بعد روم کا سب سے بڑا سپہ سالار کون تھا؟

جواب: میناس

سوال: عربوں کا شہر کی حفاظت کے لئے کیا دستور تھا؟

جواب: شہر سے باہر نکل کر خیمے ڈال دیتے تھے

سوال: سخت معرکہ کے بعد حضرت خالدؓ بن ولید نے رومیوں کا بہت سالشکر نیز اُن کے سردار میناس کو بھی قتل کر دیا، اِس پر علاقہ کے لوگوں نے اُنہیں کیا پیغام بھجا جس کی بناء پر آپؓ نے عُذر قبول کرتے ہوئے اُن سے اپنا ہاتھ روک لیا؟

جواب: ہم عرب لوگ ہیں، جنگ کرنے پر راضی ہی نہ تھے، ہمیں زبردستی اِس جنگ میں شامل کیا گیا تھا لہٰذا ہم سے درگزر کیا جائے۔

سوال: شکست کے بعد کچھ رومی بھاگ کر قنسرین میں قلعہ بند ہو گئے، حضرت خالدؓ بن ولید نے اُن کا تعاقب کیا لیکن جب وہ وہاں پہنچے تو رومی شہر کے دروازے بند کر چکے تھے، یہ دیکھ کر آپؓ نے اُن کے پاس کیا پیغام بھیجا؟

جواب: اگر تم بادلوں میں بھی جا چھپو گے تو اللہ تعالیٰ ہم کو تمہارے پاس پہنچا دے گا یا تمہیں ہماری طرف پھینک دے گا۔

سوال: کچھ دن قلعہ بند رہنے کے بعد جب قنسرین والوں کو یقین ہو گیا کہ اب کوئی راہِ نجات نہیں تو انہوں نے کس صلح کی شرائط پر امان کی درخواست کی؟

جواب: حمص

سوال: حضرت خالدؓ بن ولید، اہل قنسرین نے جو پہلے حکم عدولی کی تھی، اُس کی کیا سزا دینے کا فیصلہ کر چکے تھے؟

جواب: شہر کو تباہ کرنے کے علاوہ کسی چیز پر راضی نہ ہوئے۔

سوال: اہل قنسرین اپنے مال و مطاع اور اہل و عیال کو تقدیر کے حوالہ کر کے کہاں بھاگ گئے؟

جواب: اَنطاکیہ

سوال: حضرت ابوعُبیدہؓ نے اہل قنسرین سے عدل و انصاف کے ساتھ ساتھ شفقت کا سلوک کس طرح سے فرمایا؟

جواب: اہل شہر کو اُن کی درخواست کے مطابق امان دے دی۔

سوال: حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کس جنگ کے بارہ میں متفرق روایات ملنے کا تذکرہ فرمایا کہ وہ کس سال ہوئی؟

جواب: جنگِ قیساریّہ / 15، 16، 19 اور 20/ ہجری

سوال: جب حضرت ابوعُبیدہؓ شمالی روم میں فاتحانہ پیش قدمی فرما رہے تھے تو کون روم کی اُن فوجوں سے نبرد آزما تھے جو فلسطین میں جمع تھیں اور اُنہیں شکست دینے کی کوشش کر رہے تھے نیز رومی فوج کی قیادت کون کر رہا تھا؟

جواب: حضرت عَمروؓ بن العاص اور حضرت شرحبیلؓ بن حسنہ/ روم کا سب سے بڑا سپہ سالار اطرابون جس کی بعید النّظری اور جنگی سوجھ بوجھ مملکت میں اپنا کوئی حریف نہ رکھتی تھی۔

سوال: کس سوچ کے تحت اطرابون نے فوج کو مختلف مقامات پر پھیلا دیا نیز کس یقین کی بناء پر وہ عربوں کی آمد کے انتظار میں بیٹھ گیا؟

جواب: تاکہ زمامِ اقتدار بھی تنہاء اُسی کے ہاتھ میں رہے اور اگر اِس فوج کے کچھ حصّوں پر عرب فتح بھی پائیں تو دوسرے حصّے اِس سے متاثر نہ ہوں نیز اُسے یقین تھا کہ وہ عربوں پر فتح پائے اور اُن کی قوّتوں کو پراگندہ کرنے کی طاقت اور قوّت رکھتا ہے۔

سوال: حضرت عَمروؓ بن العاص نے مذکورہ بالا تناظر میں موقع کی نزاکت کو کس طرح سے محسوس کر لیا؟

جواب: اُنہوں نے سوچا کہ اگر وہ اپنی تمام فوجوں کے ساتھ اطرابون کے مقابلہ میں صف آراء ہوتے ہیں تو رومی فوجیں ایک دوسرے سے مل جائیں گی اور وہ ان پر فتحیاب نہ ہوسکیں گے بلکہ ہوسکتا ہے کہ رومی اُن پر فتح پا لیں۔

سوال: حضرت عَمروؓ بن العاص کے خط لکھنے پر حضرت عمر فاروقؓ نے کنہیں حکم دیا کہ اپنے بھائی معاویہؓ کو قیساریّہ فتح کرنے بھیجو تا کہ بحری راستے سے اطرابون کو مدد نہ پہنچ سکے؟

جواب: حضرت یزیدؓ بن ابوسفیانؓ

سوال: حضرت عمر فاروقؓ نے کن کے نام خط تحریر فرمایا کہ مَیں تمہیں قیساریّہ کا امیر بناتا ہوں، وہاں جاؤ اور اُس کے خلاف اللہ سے مدد طلب کرو، مزید اِس ضِمن میں آپؓ نے اُنہیں بکثرت کیا پڑھنے کی تلقین فرمائی؟

جواب: حضرت امیر معاویہؓ بن ابو سفیانؓ/ ''لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ اور اَللّٰہُ رَبُّنَا وَثِقَتُنَا وَرَجَاؤُنَا وَمَوْلَانَا نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ۔'' یعنی گناہ سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی طاقت صرف اللہ ہی کو ہے جو بہت بلند شان والا اور بہت عظمت والا ہے اور اللہ ہمارا رب ہے اور ہمارا بھروسہ ہے اور وہ ہماری امّید گاہ ہے، وہ ہمارا مولیٰ ہے، کیا ہی اچھا مولیٰ اور کیا ہی اچھا مددگار ہے۔

سوال: جنگِ قیساریّہ میں دشمن کو کس قسم کی عبرتناک شکست کا سامنا کرنا پڑا؟

جواب: میدانِ جنگ میں اُن کے اسّی ہزار سپاہی مارے گئے اور یہ تعداد حزیمت و فرار کے بعد ایک لاکھ تک پہنچ گئی۔

سوال: جنگِ قیساریّہ میں شامل کن بدری صحابی رسول ﷺ کی بہادری کا واقعہ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس جنگ کے ضِمن میں بیان فرمایا؟

جواب: حضرت عُبادہؓ بن صامت

سوال: قیساریّہ کے محاصرہ کے مقام پر حضرت عُبادہؓ بن صامت کس اسلامی فوج کے قائد تھے نیز آپؓ اپنی فوج کو نصیحت کرنے کھڑے ہوئے تو اُنہیں کیا حکم دیا؟

جواب: میمنہ/ گناہوں سے بچنے اور اپنا محاسبہ کرنے کا

سوال: حضرت عُبادہؓ بن صامت، مجاہدین کا ایک ہجوم لے کر آگے بڑھے اور بہت سارے رومیوں کو قتل کیا لیکن اپنے مقصد میں اچھی طرح کامیاب نہ ہوئے، دوبارہ اپنی جگہ واپس آکر کیا کیا نیز کس چیز پر کافی حیرت اور تعجّب کا اظہار کیا؟

جواب: اپنے ساتھیوں کو لڑنے مرنے پر جوش دلایا/ اپنے ساتھ اتنا بڑا ہجوم لے کر حملہ کرنے کے بعد بھی نامراد لوٹنے پر

سوال: حضرت عُبادہؓ بن صامت نے درج ذیل خطاب کے تناظر میں لاحق اپنے اندیشہ کا اظہار کن الفاظ میں کیا؟

اے اسلام کے پاسبانو! مَیں بیعتِ عقبہ میں شریک ہونے والے نقباء میں سے کم عمر تھا لیکن مجھے سب سے لمبی عمر ملی، اللہ نے میرے حق میں فیصلہ کیا کہ مجھے زندہ رکھا یہاں تک کہ آج یہاں تمہارے ساتھ اِس دشمن سے لڑ رہا ہوں، قسم ہے اِس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے مَیں نے مؤمنوں کی جماعت لیکر جب بھی مشرکوں کی جماعت پر حملہ کیا تو اُنہوں نے ہمارے لئے میدان خالی کر دیا یعنی ہماری جیت ہوئی اور اللہ نے اُن پر ہمیں فتح دی کیا بات ہے کہ تم نے اُن پر حملہ کیا اور اُن کو ہٹا نہ سکے؟

جواب: مجھے تمہارے بارہ میں دو چیزوں کا اندیشہ ہے یا تو تم میں سے کوئی خائن ہے یا جب تم نے حملہ کیا تم مخلص نہیں تھے۔

سوال: جب رومی اور مسلمان آپس میں ٹکرائے تو حضرت عُبادہؓ بن صامت اپنے گھوڑے سے کُود کر پیدل ہو گئے، کس نے آپؓ کو پیدل دیکھا تو امیر لشکر کی پیدل لڑنے کی خبر مسلمانوں میں عام کر دی نیز کہا کہ سب لوگ اُنہی کی طرح ہو جائیں؟

جواب: حضرت عُمیرؓ بن سعد انصاری

سوال: کس عہد میں مسلمان ایک بار غزہ پر قبضہ کر چکے تھے لیکن بعد میں اُنہیں وہاں سے نکال دیا گیا تھا؟

جواب: صدّیقی

سوال: کونسے دو سرحدی مقام جب مسلمانوں کے زیرِ اقتدار آگئے تو حضرت عَمروؓ بن العاص کو سمندر کی طرف سے اطمینان ہوگیا؟

جواب: قیساریّہ اور غزہ

سوال: مرحوم عبدالقیوم صاحب آف انڈونیشیا کن کے بیٹے تھے؟

جواب: پہلے غیر ہندوستانی، پاکستانی مبلّغ مولانا عبدالواحد صاحبِ سماٹری

عاطف وقاص۔ٹورانٹو کینیڈا

آؤ! اُردو سیکھیں

سبق نمبر 21

گزشتہ چند اسباق سے حروفِ ربط پر بحث جاری ہے۔ آج بھی اسی سلسلے میں بات ہوگی۔ سب سے پہلے حرفِ ربط کی تعریف ذیل میں دی گئی ہے۔

حرفِ ربط Preposition

جیسا کہ نام سے ظاہر ہے یہ حروف دو یا دو سے زیادہ اشیاء میں پائے جانے والے تعلق کو بیان کرتے ہیں۔ یہ تعلق وقت اور جگہ کے لحاظ سے بھی ہو سکتا ہے اور کیفیت و حالت کے لحاظ سے بھی۔ مشکل الفاظ سے گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے ہم ان شاء اللہ آسان ترین الفاظ میں وضاحت کرنے کی کوشش کریں گے۔ گزشتہ سبق میں ہم نے آگے اور طرف کے بارے میں پڑھا تھا آج ہم اس سے آگے کے حروفِ ربط کو جاننے کی کوشش کریں گے۔ تاہم آج کے سبق میں تحقیق کے بعد حروفِ ربط کی ایک نئی فہرست پیش کی جا رہی ہے اور کوشش ہوگی کہ ان تمام حروف کو مثالوں سے واضح کیا جا سکے۔

فہرست حروفِ ربط

بنا، پر، تک، تئیں، سمیت، سے، کر، کو، کے، لئے، میں، باہر، بغیر، پار، پاس، پیچھے، تلے، موافق، آگے، اوپر، بھروسے، بیچ، پرے، ساتھ، سامنے، سرے، سنگ، مارے، نیچے، ہاں، اندر، برابر، جز، روبرو، سپرد، گرد، نزدیک، باوجود، باوصف، بجائے، بجز، برخلاف، برعکس، درپے، درپیش، درمیان، باعث، بدلے، بعد، حوالے، خلاف، ذریعے، ذمے، سوا، سوائے، علاوہ، عوض، قبل، قریب، لائق، متعلق، مشابہ، مطابق، بدون، بغیر، مابین، ماتحت، بابت، بدولت، جانب، خاطر، معرفت، نسبت۔

نیچے وہ حروف دیے جا رہے ہیں جن کا ذکر ہو چکا ہے

کو، سے، میں، کے، تک، پر، آگے، طرف، نزدیک، پاس، بنا، بغیر، لیے، پار، پیچھے

آج کے سبق کے لیے جو حروف منتخب کیے گئے ہیں وہ ہیں موافق، بھروسے، بیچ، پرے

Acceptable/ favorable/fit/suitable/ accommodating

آسان اُردو میں اس کا مترادف مناسب بھی کہا جاتا ہے۔ البتہ معنوں میں فرق ہوتا ہے جیسے

یہ دوائی مجھے موافق نہیں ہے۔ یعنی میرے جسم یا طبیعت اس دوائی کو قبول نہیں کرتا الرجی ہوتی ہے۔ مگر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ دوائی مجھے مناسب نہیں ہے۔ مناسب کا تعلق نسبت سے ہے یعنی برابری ہونا۔ جبکہ موافق موافقت سے ہے یعنی کسی چیز کا کسی چیز کے لیے پوری طرح راضی ہونا۔ پوری طرح قبول کرنا۔

مثالوں پہ غور کرتے ہیں اور اس لفظ کو مزید سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

بعض ممالک کے حالات وباء کے پھیلاؤ میں موافق ہیں۔

یعنی ایسے حالات ہیں کہ وبا کے پھیلاؤ میں مددگار ہیں۔ جیسے آبادی، ناقص صفائی، ناقص نظام صحت، اور غربت وغیرہ

یہ دوا ملیریا کے مریضوں کے موافق نہیں۔

یعنی فائدہ مند نہیں

ہم اللہ تعالیٰ کے احکامات کے موافق عمل کر کے کامیاب ہو سکتے ہیں۔

یعنی احکامات کے مطابق عمل کرنا۔

ربوہ میں مجھے اپنے دل کے موافق ماحول مل گیا۔

دل پسند ماحول ملنا۔

انسان کو اپنی طبیعت کے موافق ہی روزگار تلاش کرنا چاہیے۔

یعنی ایسا کام تلاش کرنا جو آپ کو آتا ہو اور آپ اس میں دلچسپی رکھتے ہوں۔

انسان کو اس کی نیت کے موافق ہی پھل ملتا ہے۔

یعنی انسان کے کاموں کے نتائج اس کے ارادوں کے مطابق نکلتے ہیں۔ یہاں موافق مطابقت کا معنی دے رہا ہے۔

It means that consequences agree with one's intentions

خدا تعالیٰ کی مرضی کے موافق دعا کرنے سے دعا قبول ہوتی ہے۔

یعنی دعا کرتے وقت ہمیں اللہ تعالیٰ کے احکامات کا سیاق و سباق سامنے رکھنا چاہیے۔ اگر ہماری دعا اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا باعث ہے تو کیسے قبول ہو گی۔

ملکی نظام کو جدید ضرورتوں کے موافق بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

یعنی ایسا نظام بنایا جا رہا ہے جو جدید تقاضوں کو پورا کر سکے۔ یعنی موافق کا مطلب ہوا کہ جو ضرورت کو پورا کرے۔

سرکاری عمارتوں کو معذور افراد کے موافق بنایا جانا چاہیے

Public places sghould be accommodating for disables

تعلیمی اداروں میں ایسا نظام ہونا چاہیے جو معذور طلباء کے موافق حال ہو۔

In the universities of western countries this system is called accommodations for disables

اس نظام کے تحت معذور اور بیمار طلباء کو بعض سہولتیں دی جاتی ہیں۔ ان سہولتوں میں امتحانی وقت میں اضافہ، کام جمع کروانے کی تاریخ حد کو بڑھانا، کلاس روم میں مناسبِ حال بیٹھنے کی جگہوں کو مخصوص کرنا، دورانِ لیکچر متعدد وقفے دینا وغیرہ شامل ہیں۔ اس نظام کو تیسری دنیا کے ممالک میں بھی رائج کیا جا سکتا ہے اور اس طرح ان کا نظام تعلیم اسلام کی تعلیمات کے مطابق کمزوروں اور معذوروں کے موافق ہو جائے گا۔

بھروسہ یا بھروسے Trust/ dependence/ reliance

اردو زبان میں کچھ اور الفاظ بھی ہیں جو یہی معنی دیتے ہیں جیسے اعتبار، یقین، اعتماد، امید، آسرا، توکل۔ اس حرفِ ربط کو سمجھنے کے لیے چند مثالوں پر غور کرتے ہیں۔

انسان کو خدا تعالیٰ پہ بھروسہ کرتے ہوئے مقصد کے حصول کے لیے پوری کوشش کرنی چاہیے۔

یعنی یہ یقین رکھنا کہ خدا تعالیٰ مدد فرمائے گا۔

اجنبیوں پہ بھروسہ کرنا a مجھداری نہیں ہے۔

یہاں مراد ہے اعتماد کرنا۔

آج کے دور میں انسان کس پہ بھروسہ کرے۔

یعنی بے یقینی کی صورت حال ہے۔

کسی انسان کا بھروسہ نہیں توڑنا چاہیے۔

یہاں بھروسے سے مراد ہے اُمید۔

بیچ Between/ within/ among/ in between

اس حرفِ ربط کو سمجھنے کے لیے چند مثالیں دیکھتے ہیں۔

ہمارے بیچ میں کوئی معاہدہ نہیں ہے۔

یعنی ہم دونوں فریقوں کے درمیان کوئی معاہدہ نہیں ہے۔

میچ کے دوران ایک کبوتر میدان کے بیچ میں آ گیا۔

یعنی میدان کے مرکزی حصہ میں ایک کبوتر آ گیا۔ تو بیچ سے مراد مرکزی حصہ بھی ہے۔

ڈرامے کے بیچ میں ایک طویل وقفہ آ گیا۔

یہاں مراد ہے کسی جاری کام میں مداخلت کرنا۔ جیسے کہیں کہ تم بیچ میں کہاں سے آ گئے۔

تم بیچ میں اپنی ٹانگ نہ اڑاؤ۔

اس محاورے میں بھی بیچ کا مطلب مداخلت کرنا ہے۔

تم بیچ میں سے نکل جاؤ۔

یعنی تم اپنی حمائت یا وکالت بند کر دو۔ یعنی کسی معاملے سے کسی شخص کو دور رہنے کا کہنا۔

ہماری گلی کے بیچ میں ایک گڑھا ہے۔

یعنی راستے میں ایک گڑھا ہے۔

جنگل کے بیچوں بیچ ایک راستہ ہے۔

یعنی جنگل کے اندر ایک راستہ ہے۔

پرے On the other side/away/across

اس حرفِ ربط کا تعلق جگہ سے ہے۔ یعنی یہ واضح کرتا ہے کہ کوئی چیز دوسری چیزوں سے جگہ کے لحاظ سے دور، فاصلے پہ ہے۔ اس کا متضاد ورے ہے جو اردو میں عام طور پر بہت کم استعمال ہوتا ہے۔ 'رے' کا استعمال بہت زیادہ ہے۔ 'ورے' کی بجائے اُدھر، اُس طرف، اِس کنارے وغیرہ زیادہ استعمال ہوتا ہے۔

فاصلے پر، دور

جب فقرے میں استعمال ہوتا ہے تو یہ مندرجہ ذیل معنی دیتا ہے۔

دور ہو، ہٹ جاؤ

مثالیں:۔

سب پرے پرے ہو جائیں۔

میں اس کی بات کر رہا ہوں جو سب سے پرے بیٹھا ہے۔

اس کے علاوہ یہ مندرجہ ذیل معنی دیتا ہے۔

زیادہ بلند یا پست، آگے

اس پہاڑ سے پرے ایک وادی ہے۔

یعنی آگے

اس دریا کے پرے ایک بلند پہاڑ ہے۔

یعنی اُس طرف، اُس پار، اُدھر، ورے کی ضد۔

بیٹے کے غم سے نڈھال ہو کر دنیا سے پرے ہٹ گیا۔

ایک طرف کو، الگ، علیحدہ۔ یعنی

کیونکہ ہم یہ اسباق الفضل آن لائن کلاس کے ذریعے پڑھ رہے اس لیے مثالوں سے واضح کرنا بہت ضروری ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

اندھے سے مراد وہ ہے جو روحانی معارف اور روحانی لذات سے خالی ہے۔ ایک شخص کورانہ تقلید سے کہ مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہو گیا، مسلمان کہلاتا ہے۔ دوسری طرف اس طرح ایک عیسائی عیسائیوں کے ہاں پیدا ہو کر عیسائی ہو گیا۔ یہی وجہ ہے کہ ایسے شخص کو خدا، رسول اور قرآن کی کوئی عزت نہیں ہوتی۔ اس کی دین سے محبت بھی قابلِ اعتراض ہے۔ خدا اور رسول کی ہتک کرنے والوں میں اس کا گزر ہوتا ہے۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ایسے شخص کی روحانی آنکھ نہیں۔ اس میں محبتِ دین نہیں۔

مشکل الفاظ کے معنی:۔

روحانی معارف: روحانی علوم

روحانی لذات: روحانی تجربات، لذت کی جمع

کورانہ تقلید: اندھا دھند پیروی کرنا، بلا سوچے سمجھے

ہتک: بے عزتی

روحانی آنکھ: روحانی سمجھ بوجھ

اطفال کارنر

تقریر
نماز باجماعت کی اہمیت

نماز اسلام کا ایک اہم رکن ہے جس سے غفلت اور سستی کی صورت میں معافی نہیں۔ اسی لیے آنحضرت ﷺ اور قرآن کریم نے بہت زور دیا ہے۔ اور قرآن کریم میں تو تمام عبادات میں سے نماز کو تمام امور پر فوقیت دی ہے اور جگہ جگہ نماز باجماعت پر زور دیا ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قرآن کریم میں کہیں بھی اکیلے نماز پڑھنے کا ذکر نہیں، بلکہ سب جگہ نماز باجماعت پڑھنے کا حکم ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب بچے سات سال کے ہو جائیں تو انہیں نماز کی عادت ڈالو اور جب دس سال کے ہو جائیں تو نماز نہ پڑھنے پر تادیب کرو۔ ہمارے آقا جو رحمۃ للعالمین تھے اور بچوں سے ماں باپ سے بڑھ کر حسن سلوک وپیار کرنے والے تھے۔ ساری احادیث پڑھ جاؤ کہیں بھی بچوں کو مارنے یا سزا دینے کا ذکر نہیں ملتا۔ مگر نماز ایک ایسی اہم چیز ہے جس کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر وہ نماز میں لیت ولعل یا سستی کا مظاہرہ کریں تو ان کو سزا دو، کیونکہ یہ اہم چیز ہے۔ اس کے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے روز بندے سے جس چیز کا سب سے پہلے حساب لیا جائے گا وہ نماز ہے۔ اگر انسان اس میں کامیاب ہوگیا تو پھر اس کے دوسرے اعمال کا جائزہ لیا جائے گا اور اگر ناکام ہوگیا تو پھر اس کا انجام بہت برا ہو گا۔ نیز آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ جس نے جان بوجھ کر ایک نماز ترک کی اس نے کفر کا ارتکاب کیا۔

نماز باجماعت ایسی عبادت ہے جو انسان کو خدا سے ملاتی ہے اور پانچ وقت انسان اپنے خدا سے ملاقات کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ نماز وہ سواری ہے جس کے ذریعہ انسان خدا تک پہنچتا ہے۔ اس لیے آنحضور ﷺ فرماتے ہیں نماز مومن کی معراج ہے اور بندہ خدا کے سب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتا ہے جب وہ سجدہ میں ہو۔ اس لیے سجدہ میں تم بہت دعا کیا کرو اور نماز باجماعت پڑھنے کا ثواب ہمارے پیارے آقا حضرت محمد ﷺ نے اکیلے نماز پڑھنے سے ستائیس گنا زیادہ بیان فرمایا ہے۔

ایک دفعہ ایک نابینا شخص آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور مسجد میں نماز پڑھنے سے رخصت چاہی کہ راستے میں کیچڑ یا پتھروں کی وجہ سے ٹھوکریں لگتی ہیں۔ آپ ﷺ نے اسے گھر پر نماز پڑھنے کی اجازت دے دی۔ جب وہ جانے لگا تو آپ ﷺ نے اس کو روکا اور پوچھا۔ کیا تمہارے کانوں میں اذان کی آواز آتی ہے؟ تو اس نے کہا، جی حضور! اذان کی آواز تو آتی ہے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا پھر اس کا جواب دو اور نماز مسجد میں ہی باجماعت پڑھا کرو۔

اس سے نماز باجماعت کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے کہ ایک نابینا اور ٹھوکریں کھانے والے شخص کو بھی اکیلے گھر پر نماز پڑھنے کی اجازت نہیں ملی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو تادم آخر نماز باجماعت پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(فرخ شاد)

الفضل آن لائن سے اُنسیت بڑھتی جارہی ہے

مکرمہ بشریٰ نذیر آفتاب۔ سسکاٹون، کینیڈا سے تحریر کرتی ہیں:

روزنامہ الفضل آن لائن کا ہر شمارہ غذائیت سے بھرپور ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ روزنامہ الفضل آن لائن سے اُنسیّت روز بروز بڑھتی چلی جارہی ہے۔ روزنامہ الفضل آن لائن 30 ستمبر 2021ء میں آپکا اداریہ بدرسوم کی طرف جانے کا بہانہ ’’لوگ کیا کہیں گے‘‘

جسے آپ نے مسیح دوراں، امام الزماں بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام کے مبارک وبابرکت ارشادات عالیہ سے خوب سجایا تھا پڑھا، بہت ہی پر مغز اور عمدہ اداریہ تھا۔ مدیر محترم! جہاں رسم ورواج گلے کا طوق بن جائیں اور دوسروں کی اندھا دھند تقلید میں شادی بیاہ کی تقریب ہو یا غم وحزن کے اوقات روپیہ پیسہ پانی کی طرح بہایا جائے تو وہاں قرضوں کے بوجھ تلے دب جانا اور اسکے نتیجے میں خوشگوار عائلی زندگی پر منفی اثرات مرتب ہونا عام سی بات ہوتی ہے۔ مگر اسے ایک دنیادار کیونکر سمجھے گا۔ یہ بصیرت اور بصارت تو اللہ تعالیٰ نے آج افرادِ جماعت کو مسیح محمدی کو ماننے کی برکت سے عطا کی ہے۔ ہم احمدیوں نے حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی خوبصورت تعلیم اور روحانی خزائن پر عمل پیرا ہو کر بد رسم ورواج اور بدعات سے اپنے تئیں بچانا ہے۔ آپ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے حَکم وعدل بنا کر بھیجا ہے۔ آپ ہمیں بدعات اور بد رسومات کے پھندوں سے آزاد کرنے آئے ہیں۔ احمدی ہونے کی حیثیت سے اور خاص طور پر احمدی ماؤں کی حیثیت سے یہ ذمہ داری ہم پر سب سے زیادہ عائد ہوتی ہے کہ ہم نہ صرف خود ان قبیح رسموں سے اجتناب کریں بلکہ اپنے بچوں کی تربیت بھی اس نہج پر کریں کہ وہ بھی پرام نائیٹ (Prom Night)، گود بھرائی، برائیڈل شاور (Bridal Shower) دودھ پلائی، جوتا چھپائی، دولہے کا گھٹنا باندھنا، دولہا دولہن کا ولیمے کی تقریب کے دوران غیر رشتہ دار عورتوں کی موجودگی میں کیک کاٹنا (Bridal and Groom cutting cake together when non-family women are present)، بچے کی پیدائش سے قبل جنس کا انکشاف ہونے پر باقاعدہ تقریب کا اہتمام کرنا (Gender Reveal) شادی کی سالگرہ وغیرہ وغیرہ جیسی غیر اسلامی اور غیر اخلاقی رسموں سے بچائیں جو آج دنیاداروں کے گلے کا طوق بنی ہوئی ہیں اور دین اور دین کی تعلیمات سے دور لیجانے والی ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جو شخص دین کے معاملہ میں کوئی ایسی نئی رسم پیدا کرتا ہے جس کا دین سے کوئی تعلق نہیں تو وہ رسم مردود اور غیر مقبول ہے۔

(بخاری کتاب الصلح)

بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السّلام چھٹی شرط بیعت میں فرماتے ہیں: ’’یہ کہ اتباع رسم اور متابعتِ ہوا وہوس سے باز آجائے گا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلّی اپنے سر پر قبول کرے گا اور قَالَ اللہ اور قَالَ الرَّسُول کو اپنے ہر یک راہ میں دستور العمل قرار دے گا‘‘

(اشتہار تکمیل تبلیغ 12 جنوری 1889ء)

امیر المؤمنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا لجنہ کینیڈا کو خطاب ہو یا لجنہ یو۔کے کو، لجنہ امریکہ کو خطاب ہو یا لجنہ افریقہ کو، آپ تمام دنیا کی احمدی خواتین کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلا رہے ہیں۔ اللہ کرے کہ ہم اپنے پیارے آقا کی نصائح پر عمل کرتے ہوئے اپنی ذمہ داریوں کو احسن رنگ میں ادا کرنے والیاں ہوں اور اسلام کی ارفع و اعلیٰ اور زندگی بخش تعلیمات کے مطابق اپنی اور اپنی اولادوں کی تربیت کرنے والیاں ہوں۔ آمین۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ روزنامہ الفضل آن لائن کے تمام انشاپردازوں کے ساتھ ساتھ تمام ممبرانِ ٹیم کو بھی اتنا معلوماتی اخبار تیار کرنے پر جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

برطانیہ، دنیا کے معیاری وقت Time Zone کا مرکز کیوں ہے؟

مدثر ظفر

اگر دنیا کے نقشے کو بغور دیکھیں تو پورے نقشے پر افقی اور عمودی لکیریں حاوی نظر آتی ہیں۔نقشے پر دنیا کو دو حصوں میں تقسیم کرتی ایک بڑی درمیانی لکیر ہے جس کے اوپر صفر لکھا ہوا ہے۔لکیر سے دائیں جانب مشرق اور بائیں جانب مغرب ہے۔چنانچہ دائیں جانب کو ”E“ اور بائیں جانب کو ”W“ سے ظاہر کیا گیا ہے۔

ان میں سے ہر لکیر کا اپنا ایک نمبر ہوتا ہے۔مرکزی لکیر کا نمبر صفر ہے جسے زیرو لائن کہا جاتا ہے۔اس سے دائیں طرف جسے E سے ظاہر کیا گیا ہے جس کی پیمائش صفر سے لے کر 180 ڈگری تک کی جاتی ہے۔اسی طرح زیرو لائن سے بائیں طرف بھی لکیریں ہیں جو 180 ڈگری تک جاتی ہیں۔یہ زیرو لائن ہی مشرق و مغرب کی پیمائشوں کا مرکزی مقام سمجھا جاتا ہے۔اسی طرح اگر ہم شمالاً جنوباً یعنی اوپر سے نیچے اور نیچے سے اوپر جائیں تو یہ بھی 180 ڈگری ہی بنتے ہیں۔اب ہم جانتے ہیں کہ یہ صفر ڈگری والا مقام دنیا کا مرکز ہے۔اور اس مقام کو تلاش کرنا بہت آسان ہے، قدرتی طور پر دنیا کے دو مقام ہیں نارتھ پول اور ساؤتھ پول جن کے عین درمیان میں یہ لکیریں کھینچ دیں تو دنیا کا مرکز نکل آئے گا،یہی زیرو لائن ہے۔

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ برطانیہ ہی کیوں؟ کوئی اور ملک کیوں نہیں؟ روس، جاپان، افریقی، عرب یا امریکی ممالک کو دنیا کے ٹائم زون کا اسٹینڈرڈ کیوں نہیں بنایا جاسکتا؟ زمین ایک گیند کی طرح ہے تو کیا یہ آسان نہیں کہ اس پر کہیں بھی ایک لکیر کھینچ کر اسے زمین کا مرکز شمار کر لیا جائے؟

لیکن ایسا نہیں ہے، نقشے پر کہیں بھی اپنی مرضی سے کوئی لکیر کھینچ کر اسے زمین کا مرکز شمار نہیں کر سکتے۔کر بھی لیں تو وہ باقی دنیا کے لیے وہ ایک بیکار چیز ہوگی۔یہ افقی اور عمودی لکیریں دنیا میں سمت اور فاصلہ معلوم کرنے کے لیے بہت ضروری ہیں۔چنانچہ ضروری تھا کہ کوئی ایک جگہ ایسی ہو جسے متفقہ طور پر دنیا کا مرکز مان کر وہاں سے مشرق و مغرب شمال و جنوب کے فاصلوں کا حساب کتاب رکھا جائے۔ماضی میں اکثر ممالک باہم دست و گریباں رہے ہیں۔نیز ان کے درمیان آج کی نسبت تجارت و سیاحت بہت ہی کم پیمانے پر ہوا کرتی تھی۔ہر ملک خود کو مرکز تسلیم کرتا تھا جس کا اپنا ٹائم زون تھا اور جہاں جانا ہوتا تھا وہیں سے فاصلے، سمت اور وقت کا تعین کیا جاتا تھا۔لیکن 18 ویں صدی کے ابتداء سے حالات بدلنا شروع ہوئے جب اقوام عالم نے لڑائی بھڑائی سے تنگ آکر یہ سوچنا شروع کیا کہ اس طرح لڑنے بھڑنے کی بجائے کیوں نہ ایک دوسرے سے تجارت اور سیاحت کو فروغ دیں تاکہ سب کا بھلا ہو۔اس دور میں نقشہ نویسی اور سمندر میں سمت معلوم کرنے کے آلات بنانا ایک بہت بڑی صنعت کا درجہ رکھتا تھا۔جوں جوں تجارت وسیع ہو رہی تھی اچھے نقشے اور سمت معلوم کرنے کے آلات کی مانگ میں بھی اضافہ ہو رہا تھا۔تیزی سے بدلتے اس منظر نامے میں صرف سمندری آمدورفت ہی نہیں بلکہ ریل بھی تیزی سے ترقی کی منازل طے کر رہی تھی۔جس کے نتیجے میں دنیا میں آمدورفت کے حوالہ سے انقلاب برپا ہو رہا تھا اور پوری دنیا ایک نئے دور میں داخل ہو رہی تھی۔مہینوں کے سفر دنوں میں اور دنوں کے سفر گھنٹوں میں طے ہونے لگے۔ریل کے اوقات کار بھی طے کیے گئے جنہیں اپنے طے شدہ وقت پر چلنا اور پہنچنا ہوتا تھا۔ریل کے ٹائم ٹیبل پر مشتمل رسالے اور کتب کی مانگ میں بہت اضافہ ہوا اور اس دور میں ان کا شمار سب سے زیادہ فروخت ہونے والی کتب میں ہوتا تھا۔کون سی ریل کب آئے گی، کب چلے اور کس اسٹیشن پر کتنے بجے پہنچے گی یہ سب تفصیلات اس میں درج ہوتی تھیں۔

ہر چیز وقت کے ساتھ چلنے لگی لیکن ایک اور مسئلہ یہ تھا کہ اوائل 1800ء میں کوئی عالمی معیاری وقت نہیں تھا۔ہر ملک اور ہر ٹاؤن کا اپنا اپنا وقت تھا۔مسئلہ تب پیدا ہوتا تھا جب ریل دور دراز کے ایک شہر سے دوسرے شہر یا ہمسایہ ملک پہنچتی یا بحری جہاز دوسرے ملکوں میں جاتے تو وہاں وقت مختلف ہوتا تھا۔ایسے میں ضرورت محسوس ہوئی کہ ایک متفقہ عالمی معیاری وقت اور دنیا کا مرکز طے کیا جائے۔اس کا سہرا ’چیسٹر ایلن آرتھر‘ کے سر ہے جو اس وقت امریکہ کے صدر تھے۔انہوں نے اس معاملہ پر غور کرنا شروع کیا، ان کے سامنے بھانت بھانت کے نقشے تھے۔ہر نقشے پر ہر کسی نے اپنے حساب سے زیرو لائن بنائی ہوئی تھیں اور اپنے حساب سے دنیا کو وقت اور سمت میں تقسیم کیا ہوا تھا۔آرتھر کو اندازہ ہوا کہ اس سلسلے میں ایک معیار طے کرنا یقیناً ایک بہت بڑا مسئلہ ہے۔آرتھر نے 41 ممالک کے سربراہوں کو دعوت دی کہ وہ آئیں اور مل بیٹھ کر ایک عالمی معیاری وقت طے کریں اور یہ بھی کہ دنیا کا مرکز کہاں ہو، یعنی زیرو لائن کہاں بنائی جائے۔زیرو لائن طے کرنے کے لیے ووٹنگ کا طریقہ کار اختیار کیا گیا۔وہی لائن جو اس وقت دنیا کے نقشے کے عین بیچوں بیچ گزرتی ہے۔اگر اس لائن کو بغور دیکھا جائے تو یہ برطانیہ کے شہر لندن میں ”گرینج“ کے عین اوپر سے گزرتی ہے۔یہی وہ جگہ ہے جہاں سے مشرق و مغرب کی سمتوں کا تعین کیا جاتا ہے۔بعض ممالک نے برطانیہ کو مرکز بنانے پر اتفاق نہیں کیا جیسا کہ فرانس اور برازیل وغیرہ، فرانس نے پیرس کو ہی اپنا مرکز برقرار رکھا اور اسی کے مطابق نقشے بناتے رہے اور اس سے متعلقہ باقی معاملات چلاتے رہے۔کانفرنس کے شرکاء نے ووٹ برطانیہ کے حق میں دیا لیکن سوال ابھی بھی باقی ہے کہ آخر برطانیہ ہی کیوں؟

اُس وقت برطانیہ کا تشخص ایک بڑی بحری طاقت کا تھا۔نقشوں اور سمندری نیویگیشن (سمت معلوم کرنا) کے حوالہ سے برطانیہ باقی دنیا سے آگے تھا۔ان کے پاس بہتر نقشے اور سمت معلوم کرنے کی ٹیکنالوجی بہت اچھی تھی۔برطانیہ کا انتخاب کرنے والے سمجھتے تھے کہ برطانیہ ہی اس چیز کا زیادہ حقدار ہے کہ اسے دنیا کا مرکز بنایا جائے اور یہیں سے وقت اور سمت کا تعین کیا جائے۔یوں اس کانفرنس میں Greenwich (گرینج) کو عالمی مرکز تسلیم کر لیا گیا اور وقت اور سمت کا تعین بھی اسی سے کیا جانے لگا۔پوری دنیا کو 24 ٹائم زون میں تقسیم کیا گیا، Greenwich (گرینج) مرکز ٹھہرایا گیا جہاں سے بارہ ٹائم زون بجانب مشرق مثبت ٹائم زون

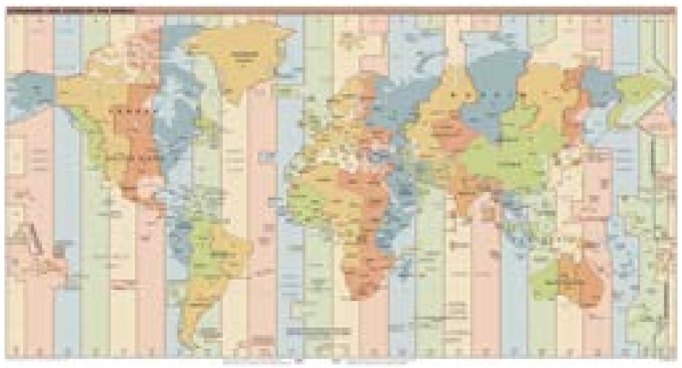

کہلائے اور مغرب کی جانب 12 ٹائم زون کو منفی ٹائم زون قرار دیا گیا۔نقشے پر دیکھا جائے تو Greenwich (گرینج) سے مغرب کی جانب جو ٹائم زون بنائے گئے ہیں ان کے وقت کو منفی شمار کیا جاتا ہے۔پہلا ٹائم زون منفی ایک، دوسرا منفی دو تیسرا منفی تین اور پھر اسی طرح آگے بڑھتے جائیں تو وقت منفی ہوتا چلا جاتا ہے۔یعنی جتنا Greenwich (گرینج) سے مغرب کی طرف چلتے جائیں GMT اتنا ہی منفی ہوتا چلا جائے گا۔

اسی طرح Greenwich (گرینج) کی زیرو لائن سے جتنا مشرق کی طرف جائیں ٹائم زون اتنا مثبت ہوتا چلا جاتا ہے۔پاکستان GMT کے پانچویں ایسٹ ٹائم زون میں ہے اس لیے پاکستان کا معیاری وقت GMT+5 ہے۔اسی طرح اگر Greenwich (گرینج) سے مغرب کی جانب بارہ ٹائم زون تک جائیں تو ہم نقشے میں اس مقام پر پہنچ جائیں گے جسے INTERNATIONAL DATE LINE کہا جاتا ہے۔یہ وہ مقام ہے جہاں Greenwich (گرینج) کا مثبت و منفی ٹائم زون ایک ہو جاتے ہیں اور یہیں سے دن کا آغاز ہوتا ہے اور تاریخ بدل جاتی ہے۔اس بات کو ذہن میں رکھیں اور اس مثال سے سمجھیں کہ اگر Greenwich (گرینج) میں یکم مئی کو شام 4 چار بجے کا وقت ہے اور آپ Greenwich (گرینج) سے بارہ ٹائم زون مغرب کی جانب چلیں تو آپ بارہویں ٹائم زون پر انٹرنیشنل ڈیٹ لائن پر پہنچ جائیں گے اور وہاں صبح کے 4 بجے ہوں گے لیکن تاریخ 2 مئی ہو گی۔اسی طرح اگر آپ Greenwich (گرینج) کے مشرق کی جانب شام 4 بجے 12 ٹائم زون تک جائیں تو بارہویں ٹائم زون میں آپ انٹرنیشنل ڈیٹ لائن پر پہنچ جائیں گے اور اس وقت وہاں صبح کے 4 بجے ہوں گے۔

اس طرح ٹیکنیکلی اعتبار سے بھی برطانیہ ہی عالمی معیاری وقت کا مرکز بنتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ 1884ء کی اس کانفرنس میں شریک ممالک میں سے سوائے چند ایک کے تمام شرکاء نے برطانیہ کو متفقہ طور پر مرکز تسلیم کر لیا۔یوں آج ہمارے پاس ایک مرکزی ٹائم زون اور سمت کے تعین کا مقام موجود ہے۔چونکہ یہ لائن Greenwich (گرینج) سے گزرتی ہے چنانچہ وقت کی پیمائش کے اس طریقہ کار کو GMT یعنی Greenwich Mean Time کہا جاتا ہے اور ٹائم زون کے حساب سے GMT کے ساتھ + اور – لگایا جاتا ہے جبکہ سمت کے تعین کے لیے E اور W لگایا جاتا ہے۔البتہ GMT کے ساتھ مثبت اور منفی کی علامات لکھنے کے بعد سمت لکھنے کی ضرورت نہیں رہتی کیونکہ مثبت مشرق اور منفی مغرب کی سمت کو ظاہر کرتا ہے۔

نماز جنازہ حاضر و غائب

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے بتاریخ 11 اکتوبر 2021ء بروز سوموار 12 بجے دوپہر اسلام آباد۔ ٹلفورڈ برطانیہ میں درج ذیل نماز جنازہ پڑھائے۔ اللہ تعالیٰ ان مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین ادارہ الفضل تمام پسماندگان سے تعزیت اور افسوس کا اظہار کرتا ہے۔

نماز جنازہ حاضر

مکرمہ گوہر سُلطانہ صاحبہ اہلیہ مکرم فضل الرحمٰن خان صاحب مرحوم(سابق امیر جماعت احمدیہ ضلع۔ حال یوکے)

7۔ اکتوبر 2021ء کو 79 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ مرحومہ مکرم ڈاکٹر محمد زُبیر صاحب کی بیٹی تھیں۔ انتہائی نیک، دعا گو، دیندار، نماز روزہ کی پابند، قُرآنِ کریم کی باقاعدہ تلاوت کرنے والی اور خلافت کے ساتھ اخلاص ووفا کا تعلق رکھنے والی بزرگ خاتون تھیں۔ آپ کے شوہر جب امیر ضلع تھے تو آپ نے ہمہ وقت ان کی ہر معاملہ میں خدمت اور سپورٹ کی۔ اپنے حلقہ میں لجنہ کی سیکرٹری خدمت خلق کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ گھر میں کام کرنے والے ملازمین کا بہت خیال رکھا کرتی تھیں۔ 2005ء میں جب پاکستان میں زلزلہ آیا تو لجنہ ممبرات کیساتھ ملٹری ہسپتال جاکر مریضوں کی تیمارداری اور خدمت کرتی رہیں۔ بُہت باہمت خاتون تھیں۔ کینسر کی مریضہ تھیں لیکن آخری وقت تک بُہت ہمت اور حوصلہ سے اس کا مقابلہ کیا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں 4 بیٹے اور 2 بیٹیاں اور متعدد پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں شامل ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم عطاء القدوس صاحب آجکل ریجنل امیر اسلام آباد (یوکے) کے طور پر اور ایک بیٹے مکرم ڈاکٹر حبیب الرحمان صاحب بحیثیت صدر جماعت ریجائنا (کینیڈا) خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

نماز جنازہ غائب

1۔ مکرم عبد المنان قریشی صاحب ابن مکرم قریشی عبد اللطیف صاحب (کینیڈا)

13 جنوری 2019ء کو 89 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ مرحوم جماعت کینیڈا کے ابتدائی ممبران میں سے تھے۔ مانٹریال میں آپ کا گھر جماعت کا سب سے پہلا نماز سنٹر تھا۔ آپ نہایت خوش مزاج، خوش اخلاق، مہمان نواز، ضرورت مندوں کا خیال رکھنے والے ایک ہمدرد اور مخلص انسان تھے۔ خلافت کے ساتھ عقیدت کا گہرا تعلق تھا۔ تمام مالی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم عبدالماجد قریشی صاحب بطور لوکل امیر جماعت Mississauga اور دوسرے بیٹے مکرم عبد الرزاق قریشی صاحب بطور ریجنل امیر Atlantic (کینیڈا) خدمت کی توفیق پارہے ہیں۔ آپ مکرم فرحان احمد حمزہ قریشی صاحب (مربی سلسلہ، جامعہ احمدیہ کینیڈا) کے دادا تھے۔

2۔ مکرم ڈاکٹر محمد زبیر خان رانا صاحب (ابن چوہدری محمد یعقوب صاحب۔ بورن متھ۔ یوکے)

23 اگست 2021ء کو 83 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ آپ نے پاکستان آرمی میں کیپٹن کی حیثیت سے 1965ء کی جنگ میں اگلے مورچوں پر جا کر زخمی فوجیوں کی خدمت کی اور تمغۂ جنگ حاصل کیا۔ 1967ء میں یوکے آئے۔ مرحوم FRCP ڈاکٹر تھے۔ آپ کو بہت سے احمدی ڈاکٹروں کی اس شعبہ میں مدد اور راہنمائی کی توفیق ملی۔ 6 سال تک آپ احمدیہ مسلم ڈاکٹرز ایسوسی ایشن (یوکے) کے صدر رہے۔ 1990ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ارشاد پر آپ نے غانا اور چند دیگر افریقن ممالک کا دورہ کیا تاکہ وہاں پر قائم میڈیکل سنٹرز کو سپورٹ کر سکیں۔ ہیومینٹی فرسٹ کے تحت 2004ء میں انڈونیشیا اور 2005ء میں کشمیر اور پاکستان کے زلزلہ کے بعض کیمپوں میں خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم کو ایک مرتبہ حج بیت اللہ اور تین مرتبہ عمرہ کی سعادت نصیب ہوئی۔ بورن متھ میں لمبا عرصہ بطور صدر جماعت خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم انتہائی نیک، دیندار، نماز وروزہ کے پابند اور خلافت کیساتھ اخلاص ووفا کا تعلق رکھنے والے بزرگ تھے۔ مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ مکرم خالد سیف اللہ خان صاحب مرحوم سابق نائب امیر جماعت آسٹریلیا کے بھائی تھے۔

3۔ مکرمہ فرحت وڑائچ صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری عبد القدوس صاحب مرحوم (کینیڈا)

3 ستمبر 2021ء کو 87 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ آپ کے میاں 25 سال سندھ میں جماعتی اسٹیٹس میں بطور مینجر کام کرتے رہے۔ مرحومہ کو مختلف مجالس میں صدر لجنہ کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔ شوہر کی وفات کے بعد 1991ء میں چاروں بیٹوں کو لے کر کینیڈا چلی گئیں۔ قرآن کریم سے عشق تھا۔ ہمیشہ بچوں کو قرآن کریم پڑھانے کا سلسلہ جاری رکھا۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار نہایت دعا گو، متوکل علی اللہ اور خلفاء کی ہر تحریک پر لبیک کہنے والی ایک مخلص خاتون تھیں۔ خلافت سے بے انتہا عشق تھا۔ آپ مکرم عبدالحمید وڑائچ صاحب (صدر مجلس انصار اللہ کینیڈا) کی والدہ اور مکرم چوہدری نصیر احمد صاحب کی ساس تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

4۔ مکرم تنویر احمد خان صاحب ابن مکرم محمد صدیق خان صاحب

6 ستمبر 2021ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ آپ نے پاکستان میں متعدد جگہوں میں تنظیمی اور جماعتی عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ جن میں ایک مقام پر سیکرٹری وقف نو کی حیثیت سے بھرپور کام کیا اور اس حلقہ کو ایک مثالی حلقہ بنایا۔ ملازمت کے بعد کمپنی سے ریٹائرڈ ہوئے تو جو رقم ملی اس کا دسواں حصہ یہ کہہ کر سیکرٹری مال کو بھجوا دیا کہ باقی کام تو ہوتے رہیں گے سب سے پہلے خدا تعالیٰ کا حصہ الگ کرنا لازم ہے۔ تہجد اور نمازوں میں باقاعدہ تھے اور بچوں کو بھی ہمیشہ بار بار اس کی تلقین کرتے رہتے تھے۔ اپنی بہوؤں کے ساتھ ہمیشہ بیٹیوں والا سلوک رکھا۔ مربیان سلسلہ اور واقفین زندگی کا بہت احترام کرتے تھے۔ آپ بہت سی خوبیوں کے مالک ایک نیک، مخلص اور انتہائی محنتی، خوش مزاج، ہنس مکھ اور دلی ہمدردی رکھنے والے شفیق وجود تھے۔ مرحوم اللہ کے فضل سے موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ 5 بیٹے شامل ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم احسان احمد خان صاحب مربی سلسلہ ہیں۔

5۔ مکرم اکرام اللہ صاحب ابن مکرم احسان اللہ صاحب

25 ستمبر 2021ء کو 75 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ مرحوم ایک نیک مخلص اور باوفا انسان تھے۔ باجماعت نمازوں اور چندوں کی ادائیگی میں ہمیشہ مستقل مزاج رہے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹے اور چار بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ کے بڑے بیٹے مکرم عطاء الکریم صاحب واقف زندگی ہیں۔ آپ مکرم ڈاکٹر سمیع اللہ طاہر صاحب (واقف زندگی۔ احمدیہ مسلم ہسپتال لیگوس۔ نائیجیریا) کے بھائی تھے۔

6۔ مکرمہ علیم النساء صاحبہ (Hannover۔ جرمنی)

19 اکتوبر 2019ء کو 84 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ ایک نیک مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔ مرحومہ باقاعدگی کے ساتھ اپنا چندہ ادا کرتی تھیں اور اللہ کے فضل سے موصیہ تھیں۔

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

7-مکرم ملک تنویر احمد خان صاحب

یکم اپریل 2021ء کو 70 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ پنجوقتہ نمازوں کے پابند، تہجد گزار، دعا گو، سادہ مزاج، خاموش طبع، نفاست پسند ایک نیک، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ جماعتی کاموں کو پوری محنت اور دیانت داری سے سرانجام دیتے تھے۔ خلافت کے حقیقی عاشق تھے۔ کفایت شعاری آپ کا اعلیٰ خلق تھا۔ آپ نے اولاد کی بہترین تربیت کی۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ چار بیٹیاں اور دو بیٹے شامل ہیں۔

8-مکرم نذیر احمد چٹھہ صاحب

21 ستمبر 2021ء کو 90 سال کی عمر میں پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ مرحوم بہت سی خوبیوں کے مالک، صوم وصلوٰۃ کے پابند ایک نیک، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ خلافت سے گہرا عقیدت اور محبت کا تعلق تھا۔ مرحوم اللہ کے فضل سے موصی تھے۔ آپ مکرم غلام احمد خادم صاحب (مربی سلسلہ۔ نارتھ ویلز) کے والد تھے۔

9-مکرمہ سیدہ رفیقہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم محمد رشید قریشی صاحب مرحوم

24 ستمبر 2021ء کو 82 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ مرحومہ نہایت ہمدرد، خوش اخلاق، نمازوں کی پابند، خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار ایک نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھی اور حصہ جائیداد اپنی زندگی میں ہی ادا کر دیا تھا۔

10-مکرم محمد سلیم اختر صاحب (جرمنی)

14 جون 2021ء کو 62 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ باقاعدگی سے قرآن کریم کی تلاوت کرنے والے، چندوں میں باقاعدہ، بہت سی خوبیوں کے مالک ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔

11-مکرم ملک بشیر احمد صاحب (عرف باؤ) ابن مکرم ملک عزیز احمد صاحب مرحوم

7۔ اکتوبر 2021ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ آپ ربوہ کے پرانے مکینوں میں سے تھے۔ اپنے محلہ کے امام الصلوٰۃ کے علاوہ مختلف عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم موصی تھے۔ آپ کے بیٹے مکرم ملک غلام احمد صاحب (مربی سلسلہ) غانا میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

12-مکرمہ منصورہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم چوہدری رفیق احمد صاحب کاہلوں)

28 اگست 2021ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ مرحومہ بے حد خوبیوں کی مالک، صوم وصلوٰۃ کی پابند، انتہائی نرم مزاج، غریب پرور، کثرت سے صدقہ وخیرات کرنے والی ایک نیک خاتون تھیں۔ خلافت سے والہانہ عقیدت کا تعلق تھا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ آپ مکرم نصیر الدین انجم صاحب کی بہن تھیں۔

13-مکرم اعجاز اللہ صاحب ابن مکرم احسان اللہ صاحب

9 مئی 2021ء کو 70 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ مرحوم نے 1990ء سے 2019ء تک بطور صدر و امیر جماعت خدمت کی توفیق پائی۔ پنجوقتہ نمازوں کی ادائیگی اور تہجد کی باقاعدگی کے لئے ہمیشہ کوشاں رہتے۔ انتہائی سادہ اور دھیمے مزاج کے حامل انسان تھے۔ چندہ جات میں باقاعدہ اور مالی قربانی میں ہمیشہ پیش پیش رہے۔ خلافت کی دل سے اطاعت کرنے والے ایک عاجز اور مخلص انسان تھے۔ اپنی جماعت میں بیت النور کے لئے پلاٹ عطیہ کرنے کی توفیق پائی۔ شروع میں سب سے پہلے گھر میں ڈش لگوائی اور تقریباً تمام احباب ان کے گھر میں ہی خطبہ جمعہ سنتے تھے۔ اس وجہ سے شرپسندوں نے ایک بار ان پر حملہ بھی کیا جس سے آپ زخمی ہو گئے۔

14-مکرم محمد امیر صاحب ابن مکرم غلام محمد صاحب

22 اپریل 2021ء کو 85 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ مرحوم اپنی فیملی میں پہلے احمدی تھے۔ احمدیت قبول کرنے کی وجہ سے آپ کو سخت مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ تہجد، پنجوقتہ نمازوں اور قرآن کریم کی تلاوت میں باقاعدہ تھے۔

15-مکرمہ سلیمہ طاہر صاحبہ اہلیہ کرم سمیع اللہ خان صاحب

8/9 ستمبر 2021ء کی درمیانی رات کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ شادی سے پہلے اپنے محلہ کی سیکرٹری تحریک جدید کے ساتھ بطور اسسٹنٹ بڑے اخلاص کے ساتھ چندہ اکٹھا کیا کرتی تھیں۔ لجنہ میں وقف عارضی کی بھی توفیق پائی۔ قرآن کلاس میں باقاعدگی سے شرکت کرتی تھیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

سانحہ ارتحال

- مکرم محی الدین عباسی۔ لندن حال امریکہ

یہ افسوس ناک اطلاع دیتے ہیں:

کہ مکرم عطاء الکریم شاہد مرحوم کی اہلیہ محترمہ امتہ الباسط 80 سال کی عمر میں طویل بیماری کے باعث وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ آپ کے شوہر کا 2015ء میں انتقال ہو گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنے خاوند کی طرح خلافت احمدیہ کی فدائی اور عاشق تھیں۔ پسماندگان میں 3 بچے یادگار چھوڑے ہیں انکی بڑی بیٹی محترمہ امتہ واسع احمد، بیٹے مکرم عطاء العلی ظفر اور مکرم ڈاکٹر عطاء الحبیب خالد ہیں۔ تمام بچے انگلستان میں قیام پذیر ہیں۔ آپ مکرم مولانا عطاء المجیب راشد امام مسجد لندن کی بھاوجہ تھیں۔

قارئین الفضل سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام سے نوازے اور تمام لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

چھوٹی مگر سبق آموز بات

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے ایک دوست کے نام مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

’’پاؤں کے مسح کی بابت یہ تحقیق ہے کہ آیت کی عبارت پر نظر ڈالنے سے نحوی قاعدہ کی رو سے دونوں طرح کے معنی نکلتے ہیں۔ یعنی غسل کرنا اور مسح کرنا اور پھر ہم نے جب متواتر آثار نبویہ کی رو سے دیکھا تو ثابت ہوا کہ آنحضرت ﷺ پاؤں کو دھوتے تھے۔ اس لئے وہ پہلے معنے غسل کرنا معتبر سمجھے گئے۔‘‘

(مکتوبات احمد جلد 2 صفحہ 543)

مرسلہ: مدیحہ مصوّر کاہلوں۔ ریجائنا، کینیڈا

28 اکتوبر 2021ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	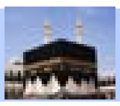	05:04	17:47
مدینہ منورہ	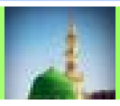	05:07	17:44
قادیان	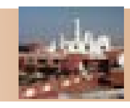	05:19	17:43
ربوہ	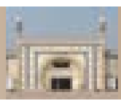	04:59	17:22
اسلام آباد ٹلفورڈ		06:19	17:44